اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

سینتالیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

جلاس منعقدہ 03/ دسمبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 27 ربیع الثانی 1443 ہجری

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات ۔	09
3	نومنتخب اسپیکر کی حلف برداری ۔	13
4	توجہ دلاؤ نوٹس ۔	25
5	رخصت کی درخواستیں ۔	26
6	قرارداد نمبر 129 منجانب: جناب نصراللہ زیرے، رکن اسمبلی۔	27
7	قرارداد نمبر 130 منجانب: جناب سلیم احمد کھوسہ، رکن اسمبلی۔	36
8	مجلس قائمہ کی خالی اسامی کو پُر کرنے کی بابت تحریک۔	40
9	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	47

جلد 47 ☆☆☆ شمارہ 6

ایوان کے عہدیدار

قائم مقام اسپیکر۔۔۔۔ سردار بابر خان موسیٰ خیل

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 03/دسمبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 27 ربیع الثانی 1443 ہجری ، بوقت شام 04 بجکر 25 منٹ پر زیرصدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰه الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم ط

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝٣٠ نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ ج وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ط ۝٣١ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ ع ۝٣٢

﴿ پارہ نمبر ۲۴ سورۃ حٰم السُجدہ آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲ ﴾

ترجمہ: بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔تحقیق جنہوں نے کہا رَبّ ہمارا اللہ ہے پھر اُسی پر قائم رہے اُن پر اُترتے ہیں فرشتے کہ تُم مَت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش خبری سُنو اُس بہشت کی جس کا تُم سے وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دُنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لیئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لیئے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔ مہمانی ہے اُس بخشنے والے مہربان کی طرف سے ۔ صَدَقَ اللّٰہُ العَظِیم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ جتنے بھی ممبرز ہیں اُن کو اسمبلی ہال میں بلالیں۔

(ایوان میں خاموشی)

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو؟ یقیناً ممبران اسمبلی چاہے سینیٹ کے ہوں، قومی اسمبلی کے ہوں اور صوبائی اسمبلی کے ہوں، آئین پاکستان کے رو سے parliament سب سے اعلیٰ اور superme ادارہ ہوتا ہے۔اور جب parliament supereme ہوتا ہے، باقی ادارے چاہے مقنّنہ ہو، عدلیہ ہو، انتظامیہ ہو، سب اپنے اپنے framework میں کام کرتے ہیں۔اور پھر جناب اسپیکر! ایک ممبر اسمبلی سینیٹ ہو یا قومی اسمبلی ہو اُس کی حفاظت حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔اور حکومت نے اِس سلسلے میں ہمیں چار private gunman یا سرکاری gunman جو بھی آپ کہیں، وہ ہمیں provide کیئے گئے تھے۔اور یقیناً حق ہے۔باقی آپ دیکھ لیں جتنے بھی، آپ civil bureaucracy لے لیں، آپ پولیس کے آفیسران لے لیں، آپ جج صاحبان کو لے لیں۔ہر کسی کے ساتھ آگے پیچھے پولیس والوں کا پورا اسکواڈ، اُن کی حفاظت پر، اُنکے لیے route لگایا جاتا ہے سڑکیں بند ہوتی ہیں۔لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ یقیناً عدالت عالیہ ہمارے لیے محترم ہے۔لیکن جب عدالت کا فیصلہ آجاتا ہے، اُس پر بولنے کا عوام کو اور parliament کو حق ہوتا ہے۔فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو ممبران اسمبلی ہیں، parliament ہیں، اُن سے تمام سیکورٹی واپس لی جائے۔اور اگر آپ اُن سے سیکورٹی گارڈ لے لیں گے تو پھر اُن کی حفاظت کا کون ذمہ دار ہوگا؟ خدانخواستہ ان تمام ممبران اسمبلی کے مختلف اُن کے مسائل ہیں، مشکلات ہیں، قبائلی مشکلات ہیں، سیاسی مشکلات ہیں۔پھر جب آپ عوام کے نمائندے ہوتے ہیں، بڑا بھیڑ ہوتا ہے، مختلف لوگ آتے ہیں۔لیکن یہ جو چار بندے ہیں، حکومت نے دیئے ہیں، اُن کو بھی واپس لینے کی کوشش کی گئی ہے۔تو یقیناً یہ ایک عجیب سا فیصلہ آیا ہوا ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ حکومت، اُنکے وزراء صاحبان یہاں تشریف فرما بھی ہیں، وہ اِس فیصلے کی روشنی میں ممبران parliament کی، اُنکی سیکورٹی کے لیے۔مَیں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں دوسروں کی طرح آگے پیچھے ہمیں سکواڈ دیا جائے، دس دس، بیس بیس لوگ دیئے جائیں۔نہیں یقیناً میں ممبر ہوں، سینکڑوں لوگ میرے گھر آتے ہیں، سب کے گھروں میں آتے ہیں۔ہمارے پاس کوئی سیکورٹی کا بندہ نہیں ہوگا۔جب نہیں ہوگا کل اگر کوئی parliament ممبر آف صوبائی اسمبلی کو خدانخواستہ کوئی زِک پہنچا، کوئی گزند پہنچا، کسی نے اُن پر حملہ کیا تو ان کا ذمہ دار آخر کون ہوگا؟ ریاست ہوگی، ریاست کے کون سے ادارے ہوں گے؟ جس نے فیصلہ کیا ہے وہ ہوگا کون ہوگا۔تو یقیناً میرے ساتھ دوست باقی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی اِس پر بولیں اور اِس حوالے سے تجاویز آنی چاہئیں

حکومت کو بھی اس پر غور کرنا چاہیے کہ اِس حوالے سے وہ کیا فیصلہ کر یگی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ جی اصغر صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! بسم اللہ خان کاکڑ صاحب، سابق صوبائی وزیر کافی عرصے سے بیمار ہیں اُن کی صحت یابی کیلئے اگر دعا ہو جائے تو میرے خیال سے اچھی بات ہوگی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی صحیح فرمایا ہے۔ مولوی صاحب! سابق صوبائی وزیر بسم اللہ خان کاکڑ کی صحت یابی کے لئے دعا کریں کہ اللہ اُنہیں صحت دے۔

(صحت یابی کے لیے دعا کی گئی)

جناب قائم مقام اسپیکر: میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ جی۔

جناب میر اختر حسین لانگو: جناب والا! یہاں جیسے کہ نصر اللہ زیرے صاحب نے عدالتی فیصلے کے حوالے سے تفصیل سے بات کی مَیں اُس پر نہیں جاؤں گا۔ لیکن جناب والا! یہ عدالتی فیصلہ مجھے لگتا ہے کہ یہ عدالت کو misbrief کیا گیا ہوگا شاید۔ کیونکہ یہاں جو افسر شاہی ہے آپ دیکھ لیں کہ ہر ایک کے ساتھ اسکواڈز، چیف سیکرٹری کا اپنا اسکواڈ ہے، jammers لگے ہوئے ہیں، اُس کے ساتھ SSP کا اپنا اسکواڈ ہے، jammers بھی اُن کے ساتھ move کرتے ہیں۔ اِسی طرح ہمارے جو معزز جج صاحبان ہیں اُن کو بھی gunman اور اسکواڈ دیئے گئے ہیں، وہ بھی جب عدالت سے اپنے گھر جاتے ہیں حالانکہ اُن کا کوئی public کے ساتھ as such interaction نہیں ہوتا۔ لیکن وہ بھی اپنے gunmans کے ساتھ اُن کو بھی گورنمنٹ نے سیکورٹی دی ہوئی ہے۔ ڈپٹی کمشنر بھی نکلتا ہے تو Bullet proof گاڑی اُس کو دی گئی ہے اسی طرح ASP صاحبان اور DPO صاحبان ہیں اُن کے پاس بھی Bullet proof گاڑیاں ہیں۔ لیکن یہ نزلہ صرف عوامی نمائندوں پر ہی کیوں گرتا ہے؟ اب جیسے یہاں ایک وائسرائے کی style سے چیف سیکرٹری صاحب بلوچستان میں حکومت کر رہے ہیں۔ آئے دن fisheries سے ابھی اُنہوں نے لوگوں کو جو نوکریوں سے نکالا ہے۔ یہاں بلوچستان میں لوگ پہلے سے بیروزگاری اور تنگدستی کی وجہ سے insurgency کی طرف جا رہے ہیں، غلط راستوں پر لوگ نکل رہے ہیں۔ لیکن یہاں ایک وائسرائے بٹھایا ہوا ہے جو حکومت کے ہر معاملہ میں جان بوجھ کے hurdles بھی ڈال رہے ہیں، لوگوں کو بیروزگار بھی کر رہے ہیں۔ ہر فائل وہاں اُن کے دفتر میں پڑا رہتی ہے اور رُلتا رہتا ہے۔ اب جناب والا! پورا کوئٹہ شہر میں اِنہی کی جو وائسرائے اسٹائل کی حکمرانی یا وائسرائے اسٹال کی جو ذہنیت ہے اُس کی وجہ سے اب میٹرو پولیٹن کے دو دو تین تین مہینوں سے اُن کی تنخواہیں بند

ہیں۔اب جائیں جناب والا! پورے کوئٹہ شہر میں جو صفائی کا عملہ ہے میٹرو پولیٹین کا جو کچرہ اُٹھانے والے تھے یا جو گلی کُوچوں میں خاکروب تھے، تمام اِس وقت اسٹرائیک پر ہیں اور پورا کوئٹہ شہر اس وقت گندگی کا ڈھیر بن گیا ہے۔تو جناب والا! اس طرح کے آفیسران جو اِس صوبے کی ترقی کی راہ میں اِس صوبے کے معاملات کی راہ میں، اِس صوبے کی جو ترقی ہے اُسکی راہ میں جو رکاوٹ بنتے ہیں میری اس وقت کی حکومتِ وقت سے درخواست ہے اور خاص کر وزیراعلیٰ صاحب سے کہ ایسے آفیسروں کو فی الفور بلوچستان میں اِنکی ضرورت نہیں ہے اِن کو فوری طور پر بلوچستان سے واپس بھیج دیا جائے تاکہ بلوچستان کی جو ترقی کی رفتار ہے یا جو ترقی کا پہیہ ہے جو اِن نالائق آفیسروں کی وجہ سے رُکا ہوا ہے وہ بھی چلے اور یہاں جو باقی معاملات ہیں سیکورٹی کے حوالے سے وہ بھی ایڈریس ہوں اور اُس عدالت کے فیصلے کو ہم مِن وعن قبول کرتے ہیں لیکن جن لوگوں نے عدالت کو بریفنگ دی تھی کہ یہ لوگ جو سیکورٹی کے دیئے گئے ہیں ہمیں اُن کی طرف سے عدالتِ عالیہ کی طرف سے جو اس وقت اس معزز ایوان کے جو اراکین بیٹھے ہیں ہمیں اُن کی طرف سے ایک surety دی جائے کہ کسی ایم پی اے جو اس وقت یہاں ممبران پارلیمنٹ بیٹھے ہیں اِن کی جان و مال محفوظ ہوں گے ریاست کی طرف سے یا عدالتِ عالیہ کی طرف سے، یہ security-lack ہم خود جو ہیں اِن گَن مینوں سے یا اِن چیزوں سے اِس ایک جو ایکسٹرا ہمارے سروں پر جو بوجھ ہے ہم خود بھی یہی چاہتے ہیں کہ یہ بوجھ ہلکا ہو اور ہم اپنے دوستوں کے ساتھ ہی بندے کے ساتھ ہم اِدھر اُدھر آسانی سے ٹریول کریں۔کیونکہ یہ ہمارے لیئے بھی مسئلہ ہے جناب والا! کہ دس دس، بیس بیس یا پچیس پچیس آدمیوں کی جو گن مینوں کا ایک لشکر ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔اگر کسی نے اپنے گھر کھانے پر ہمیں بُلایا یا اگر کسی نے چائے پر بُلایا تو اِتنے لوگوں کے لئے اُس بیچارے کے پاس جگہ بھی نہیں ہوتی۔ہم تو خوش ہیں اس پر کہ ہم اکیلے یا ایک دو بندوں کے ساتھ ہم اگر کسی کے گھر مجلس کے لئے جارہے ہیں تو اُس میزبان کو بھی آسانی ہو اور ہمیں بھی شرمندگی نہیں اُٹھانا پڑے کہ ہم اِتنے لوگوں کے ساتھ اُس پر بن بُلائے کہ اگر اُس نے good-gesture میں اُس نے محبت میں چائے پر یا کھانے پر بُلایا ہے تو ہم اُس میزبان پر بوجھ بھی نہیں بنیں اور اُس کے لئے بھی آسانی ہو۔لیکن surety ہونی چاہئے کہ یہاں جو معزز اراکین بیٹھے ہیں اُس سائیڈ کے یا اِس سائیڈ کے اِن کی جان و مال کے تحفظ کی surety وہ سرکار اور ریاست دے اور چیف سیکرٹری کو فوراً یہاں سے باعزت طور پر رخصت کردے، میری وزیراعلیٰ صاحب سے اور حکومتی بینچز سے درخواست ہے کیونکہ جس آفیسر کی وجہ سے اگر صوبے کی ترقی کا پہیہ رُکتا ہے تو اُس آفیسر کو یہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اختر حسین لانگو صاحب۔میرے خیال سے کارروائی کی طرف جاتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! بہت شکریہ آپ کا۔ جناب اسپیکر صاحب! کل سابق وزیر اعلیٰ جام کمال خان صاحب نے پشین کا بڑا تفصیلی دورہ کیا، بہت اچھی بات ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اُس سے اچھی بات یہ ہوتی کہ اگر وہ جب وزیر اعلیٰ کی کرسی پر براجمان تھے اگر اُس ٹائم یہ پشین کا دورہ کرتے تو میرے خیال سے اُس سے بھی اچھا ہوتا۔ کل جو انہوں نے visit کیا ہے، اِن کو پشین یاد آیا ہے۔ یہ اُن، اُن تحصیلوں میں گئے ہیں، اُن گاؤں میں گئے ہیں جو پچھلے ساڑھے تین سال میں جب یہ وزیر اعلیٰ کی کرسی پر براجمان تھے اُس دور میں تو یہ نہیں گئے ہیں۔ اور اب ان کو پشین بڑی یاد آرہا ہے۔ پشین کے لوگ بڑی محبت سے ان کو یاد آرہے ہیں۔ کہ آج پورے بلوچستان میں جب انکے ساتھ سابق کا لفظ جڑ گیا تو ان کو پہلے پشین یاد آیا۔ جناب اسپیکر! میں تو ریکارڈ پر اپنی ایک بات رکھنا چاہتا ہوں کہ جو ساڑھے تین سال جام کمال نے یا اُن کی حکومت نے پشین کے ساتھ کیا ہے بالخصوص وہ زندگی بھر ہمیں نہیں بھولے گا۔ آج تو یہ پشین جاتے ہیں دورہ کرتے ہیں، سیمزئی ہے پہلے یہ نہیں گئے بٹے زئی ہے پہلے نہیں گئے اور مختلف علاقے ہیں جو کل visit کئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ساڑھے تین سال تک ہم یہاں روتے رہے ہیں، ہاؤس میں ریکارڈ موجود ہے، میڈیا موجود ہے، تین بچیاں ہیں چھوٹی جن کو کینسر تھا۔ تین ہزار دفعہ اِس ہاؤس میں ہم نے آواز بلند کی کہ ان کے علاج کے لیے بندوبست کیا جائے یہ تین بہنیں ہیں۔ اور مجھ سے یہ بھی کہا گیا'' کہ میرے پرسنل سیکرٹری زاہد سلیم صاحب ہیں، اُن کو documents دیں۔ اُن کا علاج شروع ہو جائے گا''۔ اور آخری دن تک جب تک وہ وزیر اعلیٰ تھے اُس پر کوئی بھی عمل نہیں کیا اُس وقت ان کو پشین یاد نہیں آیا۔ جناب اسپیکر صاحب! 2019 میں پشین میں بہت طوفانی بارشیں ہوئیں کلی لمڑان میں ایک دیوار گری اور ایک ہی گھر کے تین عورتیں شہید ہوگئیں۔ جناب اسپیکر صاحب! through ڈپٹی کمشنر میں نے اِس ہاؤس میں وہ case بھی اُٹھایا۔ لیکن اُس ساڑھے تین سالوں میں اُس کبھی ازالہ نہیں کیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے کلی سیمزئی میں ایک مقامی ہوٹل ہے جس میں ایک سلنڈر blast ہو گیا تھا۔ جس میں 4 سے 5 افراد جھلس کر شہید ہو گئے تھے۔ میں نے اس ہاؤس میں کہا تھا کہ اُن کو compensate کیا جائے، ایک ہی خاندان کے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اُس وقت اُن کو پشین یاد نہیں آیا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اصغر خان ترین صاحب! اب تو۔۔۔۔

جناب اصغر خان ترین: مجھے تھوڑا بولنے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جام صاحب اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

جناب اصغر خان ترین: نہیں جناب اسپیکر صاحب! میں ریکارڈ پر رکھنا چاہتا ہوں۔ہم نہ اتنے اندھے ہیں نہ ہم بھولے ہوئے ہیں۔ جمعہ سات دن نہیں ہوئے، پھر یہ معصوم بندے ہیں۔میرے ساتھ تو زیادتی ہوئی ہے اپوزیشن نے گیم کیا۔کیا اپوزیشن نے گیم کیا؟ جب آپ قلعہ عبداللہ کو دو ڈسٹرکٹس بنا رہے تھے۔تب آپ کو پشین یاد نہیں آیا؟ آج آپ کو پشین یاد آرہا ہے۔جب عمران خان آئے وہاں ساؤتھ میں آپ نے وہاں اربوں کے پیکیج اعلان کیا اُس وقت آپ کو نظر نہیں آیا۔عثمان بزدار سی ایم پنجاب جب یہاں آئے آپ انکو پشین لے گئے وہاں دعوت کی۔لیکن اُن کے لیے جو فنڈز جو انہوں نے اعلانات کیے وہ تربت کے لیے کیے ہیں،تفتان کے لیے کیے ہیں، اُس وقت آپ کو پشین یاد نہیں آیا آج آپ کو پشین یاد آرہا ہے آج آپ اُن کے غمخوار بن رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! مجھے آپ بتائیں ہرنائی میں earthquake ہوا اُس وقت کے دَور حکومت میں آپ نے کیا کیا بتائیں؟ عمران خان صاحب زیارت آئے اور خالی ہاتھ چلے گئے۔یہ صوبائی گورنمنٹ کی ناکامی تھی۔تو جناب اسپیکر صاحب!۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب میرے خیال سے کارروائی آگے لے چلتے ہیں۔

جناب اصغر خان ترین: جناب اسپیکر صاحب! ایک بات کرنا چاہوں گا۔ساڑھے تین سال کی پی ایس ڈی پی نکال کر دیکھ لیں کہ حب اور لسبیلہ میں کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے اور پشین میں کتنا خرچ ہوا ہے۔حب اور لسبیلہ کا دس پرسنٹ بھی پشین میں خرچ نہیں ہوا۔وہاں اِس پی ایس ڈی پی میں ہے ساڑھے بارہ سے پندرہ ارب روپیہ آپ نے رکھے ہیں لسبیلہ کے لیے۔پشین نو لاکھ کی آبادی ہے آپ نے ایک ارب بھی نہیں رکھا۔اور آج آپ پشین آرہے ہیں اور بڑے دعوے کر رہے ہیں۔اور ان غیر منتخب لوگ جن کو آپ نے فنڈز دیئے، آپ کے اِردگرد جو براجمان تھے تو لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ آپ وزیر اعلیٰ نہیں رہے۔آپ ابھی بیٹھ جائیں۔اپنے گناہوں کا ازالہ کریں اللہ سے معافی مانگیں۔ ساڑھے تین سال آپ نے ہم پر بکتر بند گاڑیاں چڑھائیں۔ ہمارے بازو وہاتھ توڑے۔یعنی اِتنی بھی اخلاقی جرأت نہ تھی کہ اُس وقت اُن میں کہ وہ اس صدیقی صاحب کے گھر آتے کہ بھئی! آپ ممبر ہیں آپ کا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہے۔ بھائی ایک روایات ہیں پشتون یا بلوچ۔یا محترمہ صاحبہ کے پاس آتے یا بابو صاحب کے پاس آتے۔اور روایات ساری پامال ہوگئی ہیں اور آج وہ گھوم رہے ہیں ضلع میں کہ جی میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔کوئی زیادتی نہیں ہوئی ہے۔(عربی) عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔آپ نے جو کیا وہ بھگتنا پڑا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! پشین کے لوگ سوئے ہیں نہ اندھی ہیں، اُن کو سب کچھ نظر آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! معصوم نہ بنیں اور اپنے گناہوں کا ازالہ کریں، اللہ سے معافی مانگیں، دو رکعت نفل پڑھیں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: **وقفہ سوالات۔**

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 431 دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: سوال نمبر 431۔ مَیں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ عزیز اللہ آغا صاحب اور مینگل صاحب کو موقع دیتا ہوں سوالات مکمل ہو جائیں اُس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ بعد میں پھر آپ جواب دے دیں۔

آغا صاحب! بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ نصیر شاہوانی صاحب! Question No 431

ملک نصیر احمد شاہوانی: Question No.431

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل وثقافت): پڑھا ہوا تسلیم کیا جائے۔

☆431 **ملک نصیر احمد شاہوانی رُکن اسمبلی:** **<u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 7 اپریل 2020ء</u>**

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بینوویلنٹ فنڈ اسکیم کے تحت قائم کردہ فٹبال اسٹیڈیم سریاب کو ختم کر کے اسکی جگہ ایک کثیر المقاصد ہال تعمیر کیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ گراؤنڈ کی تعمیر پر آمدہ لاگت اور مدتِ تکمیل کی تفصیل دی جائے نیز کیا حکومت مذکورہ گراؤنڈ کے بدلے فٹبال کے کھلاڑیوں کیلئے ایک متبادل جگہ پر گراؤنڈ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر کھیل: **<u>جواب موصول ہونے کی تاریخ 22 نومبر 2021ء</u>**

(الف) ضلع کوئٹہ میں کوئٹہ پیکج کے تحت مالی سال 22-2021 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 17 منی اسپورٹس کمپلیکس تعمیر کیے جا رہے ہیں جو کوئٹہ کے مختلف علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے جن کی مجموعی لاگت 1512 ملین اتنی بنتی ہے اور ان تمام اسکیمات کو کوئٹہ پروجیکٹ کے تحت تعمیر کیا جا رہا ہے جس کیلئے الگ سے ایک پروجیکٹ ڈائریکٹر تعینات کیا گیا ہے مزید تفصیل ضخیم آخر پر منسلک ہے

(ب) حکومت سریاب روڈ پر ایک عالیشان اسپورٹس کمپلیکس تعمیر کرنے جا رہی ہے جس کی کل لاگت 340 ملین روپے ہے جس میں فٹبال، کرکٹ اور دیگر کھیلوں کے گراؤنڈز شامل کئے جائیں گے علاوہ ازیں سریاب روڈ پر مزید فٹبال گراؤنڈ تعمیر کرنے کیلئے اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ سال 23-2022 کے منصوبوں میں شامل کرنے جا رہی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! یہ مَیں نے ایک سوال کیا ہوا ہے اُس میں منسٹر نے مختلف منی سپورٹس کمپلیکس کی لاگت بتائی ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ بینوویلنٹ فنڈ اسکیم کے تحت قائم کردہ فٹبال اسٹیڈیم کو ختم کر کے اس کی جگہ کثیر المقاصد ہال بنایا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اُس وقت جب ایک گراؤنڈ سریاب مِل میں، جس میں کافی عرصے سے تقریباً ساٹھ ستر سال سے لوگ وہاں فٹبال کھیلتے تھے۔ ایک دن ہم گئے تو اچانک اُس فٹبال گراؤنڈ کے درمیان میں ایک کھڈا کھودا جا رہا تھا اور پتہ چلا کہ یہاں multi-purpose hall بنایا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اُس وقت بھی لوگوں نے احتجاج کیا، کورٹ چلے گئے۔ اور منسٹر صاحب کے نوٹس میں بھی ہم نے لایا۔ کوئٹہ پیکج کے پیسے ہیں، اُنہوں نے کسی جگہ پر ان کو گھاڑنا تھا جہاں ہم چاہتے تھے کہ کوئٹہ پیکیج کا کام ہو وہاں جس طرح میرے دوست نے کہا کہ اب۔۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک صاحب! آپ کا جواب ٹیبل کر دیا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: نہیں جناب اسپیکر صاحب! مَیں اس لیے بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ وہ ایک گراؤنڈ تھا۔ اُس گراؤنڈ کو ختم کر کے اُس پر ایک تو یہ ہے لوگوں کی تجویز بھی نہیں تھی۔ اُس وقت کے وزیر اعلیٰ اور کمشنر نے ضد کیا۔ پیسے کوئٹہ پیکج کے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ گراؤنڈ کی چاردیواری بنائی جائے وہاں سرچ لائٹس لگائے جائیں ہم فٹبال کھیلتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ فٹ بال نہ کھیلیں اور ساٹھ ستر سال کے گراؤنڈ کو ختم کر کے وہاں multi-purpose hall، وہ کورٹ میں بھی گئے ہم نے اسمبلی میں بھی اس پر بحث کی۔ میرے خیال میں تقریباً تین مہینے تک لوگوں نے احتجاج بھی کیا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جتنے پیسے اس پر خرچ کیے گئے ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ لوگوں کی ڈیمانڈ نہیں تھی۔ ایک تو یہ ہے کہ ایم پی اے علاقے کے لوگوں کی تجویز کے بغیر یہاں اتنا بڑا فٹ بال گراؤنڈ کو ختم کیا اور کوئٹہ پیکج سے اس پر پیسے خرچ کئے صرف ایک ٹھیکیدار کو نوازنے کیلئے کہ اس کو ٹھیکہ مل جائے۔ لوگ چاہ رہے تھے اس کی چاردیواری بن جائے جناب اسپیکر صاحب! لوگ چاہ رہے تھے وہاں سرچ لائٹس ہوں۔ اُسکی سیڑھیاں بن جائیں انہوں نے نہیں بنائیں، وہاں multi-purpose hall، میں

کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ یہ اسی قسم کے بہت سارے پیسے کوئٹہ میں مختلف جگہوں پر لگیں۔ کوئٹہ پیکج کے انہوں نے لگائے، خاص کر اس اسٹیڈیم کے جس کو غلط استعمال کیا گیا اور آج وہاں کھلاڑیوں کیلئے میرے خیال میں فٹ بال کا کوئی گراؤنڈ نہیں ہے کہ وہاں کھیلیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کیلئے کوئی تحقیقاتی کمیٹی بنائیں، اِسی فورم سے اگر آپ رولنگ دے دیں۔ آپ اس کو ہماری جو اسٹینڈنگ کمیٹی ہے کھیل کی، اس کے حوالے کریں۔ یہ پیسے بھی غلط استعمال ہوئے اور اس سے لوگوں کو فائدے کی بجائے نقصان ہوا، جو لوگ فٹ بال کھیلتے تھے آج وہ گراؤنڈ سے محروم ہو گئے ایک ہال بن گیا اور اس ہال کو جس طرح بہت سارے علاقوں میں اسکول بنائے گئے لوگوں نے اُسکو بیٹھک بنایا۔ بہت سارے علاقوں میں انہوں نے بیسک ہیلتھ یونٹ بنائے۔ ضرورت نہیں ہے لوگوں نے اس کو بیٹھک بنایا۔ اِسی طرح ایک فٹ بال گراؤنڈ جو گزشتہ کئی عرصے سے لوگ اس میں فٹ بال کھیل رہے تھے۔ اس پر غلط پیسہ خرچ کر کے گراؤنڈ کو ختم کیا میں کہتا ہوں کہ اس کی تحقیقات کی جائے جناب اسپیکر صاحب! منسٹر بھی میرے ساتھ دیں گے اس کے نوٹس میں بھی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب! اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں گا آسانی ہوگی۔ اس میں سپریم کورٹ کی بھی judgement موجود ہے اور اس میں بلوچستان ہائی کورٹ قاضی فائز عیسیٰ صاحب کی بھی judgement موجود ہے اور سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے اپنے جو ریونیو کے رولز ہیں اس میں بھی ہے کہ پورے پاکستان میں ایک قانون ہے کہ سپورٹس کی زمین کسی اور purpose کیلئے استعمال ہو نہیں سکتی۔ جو سپورٹس کی زمینیں ہیں وہ صرف sports activities کیلئے استعمال ہو سکتی ہے باقی کسی بھی معاملے میں اسپورٹس کی زمین آپ کسی کو بھی نہیں دے سکتے نہ اس پر کوئی آفس بن سکتا ہے نہ اس پر کوئی multi-purpose hall آپ بنا سکتے ہیں۔ اسپورٹس کی زمین وہ صرف سپورٹس کیلئے استعمال ہو سکتی ہے یہ باقاعدہ قانون ہے۔ جس نے بھی یہ کام کیا ہے اس نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل، امور نوجوانان، ثقافت و سیاحت): جناب اسپیکر! دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ میرے خیال میں جہاں تک میری knowledge میں ہے۔ multi-purpose hall نہیں بننے جا رہا ہے۔ mini-sports complex بن رہا ہے تو یہ کلیئر ہونا چاہیے کہ mini-sports complex اور multi-purpose hall میں تھوڑا فرق ہے۔ دوسری بات یہ

ہے کہ یہ اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے انڈر کام نہیں ہورہا ہے ۔ یہاں کوئٹہ پیکج کے حوالے سے جس کا PD کمشنر صاحب تھے، بلکہ ہیں بھی۔اس زمین کو انہوں نے مطلب اپنے جو پیسے کوئٹہ پیکج کے حوالے سے رکھے تھے تو اس میں انہوں نے اس کو، جواز یہ بنایا گیا کہ mini-sports complex، اور جواز ہے بھی درست کہ سریاب روڈ میں ایک عالی شان بڑے پیمانے پر اسپورٹس کمپلیکس بننے جارہا ہے جس میں soccer ہے۔اور ہر اسپورٹس اس میں شامل ہیں۔تو اس لئے انہوں نے کہا کہ چونکہ بڑے ہائی لیول کا اسپورٹس کمپلیکس ،ریڈیو پاکستان کی زمین پر بننے جارہا ہے تو اس وجہ سے انہوں نے کہا کہ منی اسپورٹس کمپلیکس اور کوئٹہ میں تقریباً سترہ کے قریب منی اسپورٹس کمپلیکس بننے جارہے ہیں جس میں اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی وہ نہیں ہے وہ کمشنر کوئٹہ ڈویژن کے انڈر ہورہا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جس طرح ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا جناب اسپیکر صاحب! انہوں نے جو اسپورٹس کمپلیکس سریاب روڈ کی مثال دی، یہ اُس جگہ سے تقریباً سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔لوگ سات آٹھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے میرے خیال میں وہاں کھیلنے نہیں آئیں گے یہ اس سے بہت دور ہے اور ایک فٹ بال گراؤنڈ تھا جناب اسپیکر صاحب! میں تو یہی کہتا ہوں کہ اس وقت کے کمشنر جو اس کے PD ہیں اس کو ہم نے بارہا کہا عدالت میں بھی بات گئی۔لیکن اس نے یہ غلط بنایا اس نے وہاں پیسے خرچ کئے پیسے گاڑھ دیئے جناب اسپیکر صاحب! تو آپ رولنگ دیدیں ایک تو فٹ بال گراؤنڈ کو ختم کیا گیا جناب اسپیکر صاحب! منی اسپورٹس کمپلیکس کیا چیز ہوتا ہے میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ایک چھوٹا سا گراؤنڈ ہے جو خود انٹرنیشنل فٹبال کے اسٹینڈرڈ کے ہوتے ہیں اسی معیار سے بھی کم ہے۔اُس پر آپ کیا منی اسپورٹس بنائیں گے؟ یعنی وہ فٹبال ہی کیلئے ناکافی ہے چھوٹا سا گراؤنڈ ہے۔تو اُس کو میں نے کہا غلط بنایا، پیسے غلط خرچ کئے گئے اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس پر تحقیقات ہونی چاہیے جو سابقہ PD تھا اُس کو بلایا جائے۔اور یہ مَیں نے عبدالخالق صاحب کے نوٹس میں بھی اُس وقت لایا تھا۔ بالکل ان کے ڈیپارٹمنٹ کا تو نہیں ہے لیکن جو بنایا وہ غلط طور پر بنایا۔اور وہ گراؤنڈ بھی ختم ہوگیا اور اُس کے پیسے بھی چلے گئے۔

وزیر کھیل، امور نوجوانان، ثقافت وسیاحت: چیئرمین صاحب! مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے اِس میں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تو میرے خیال میں اِس پر کمشنر صاحب سے۔۔۔

وزیر کھیل، امور نوجوانان، ثقافت وسیاحت: کمشنر سے رائے مانگی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: رپورٹ طلب کرلیتے ہیں کہ ایک بار کمشنر کوئٹہ ڈویژن رپورٹ دے دیں۔

وزیر کھیل، امور نوجوانان، ثقافت وسیاحت: ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مَیں میر جان محمد خان جمالی صاحب کو ایوان آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں اپنی اور پورے ایوان کی جانب سے۔ اور اُن کی صحت یابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ چونکہ میر جان محمد خان جمالی صاحب 30 اکتوبر 2021ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کا بلا مقابلہ اسپیکر منتخب ہوئے۔ لیکن ناسازیِ طبیعت کی بنا وہ اپنے عہدے کا حلف اُٹھا نہ سکے۔ لہٰذا میں جمالی صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ یہاں آ کر کے اپنے عہدے کا حلف اُٹھائیں۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے)

(اِس مرحلہ میں جناب میر جان محمد خان جمالی صاحب، رکن اسمبلی نے اسپیکر کے عہدے کا حلف جناب سردار بابر خان موسیٰ خیل صاحب، قائم مقام اسپیکر سے لیا اور کرسی صدارت سنبھالی)

میر جان محمد خان جمالی (جناب اسپیکر): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): جناب اسپیکر! پروگرام start کرنے سے پہلے اگر مجھے دو منٹ بولنے کی اجازت دے دیں۔

جناب اسپیکر: اصولاً اسمبلی کے اور جو، تھوڑا بہت سیکھا ہے مَیں نے، وہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو پہلے حق دیا جاتا ہے تو لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرلیں۔ آپ کابینہ کا حصہ ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن جی بولیں ملک صاحب! سوالات کا وقفہ ہے آج نہیں ہوسکتا لیکن آپ بولیں تھوڑی نئی روایت قائم کرتے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم۔ آج ہمارے لئے یقیناً انتہائی خوشی کا دن ہے۔ ہماری اِس اسمبلی کا ایک بہت بڑا اثاثہ آج اسپیکر کی نشست پر تشریف فرما ہیں، اُن کے تجربات سے یقیناً یہ ہاؤس مستفید ہوگا۔ میں سب سے پہلے اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اور متحدہ اپوزیشن کی طرف سے میر جان جمالی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اس بات پر بھی یقیناً ہم سب مبارکباد کے مستحق ہیں اور وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ جس دن ان کا الیکشن ہو رہا تھا اُس وقت ان کی طبیعت خراب تھی۔ اس وقت ڈپٹی اسپیکر صاحب چیئر کر رہے تھے میں نے ان سے گزارش کی کہ جب میر جان جمالی صاحب حلف اٹھائیں گے اور اپنی نشست پر تشریف رکھیں گے تو مبارکباد کے الفاظ اُس دن ان کے سامنے کہے جائینگے۔ تو آج ہماری طرف سے مبارکباد قبول کرلیجیے گا۔ میر جان جمالی صاحب! آپ اس سے پہلے بھی اسپیکر رہے ہیں آپ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ رہے ہیں آپ نے مختلف منسٹریوں کے portfolio

استعمال کئے ہیں۔ آپ کا تجربہ حکومتی سطح پر بھی انتہائی گہرا ہے ہاؤس کو چلانے کے بھی تمام جو اقدار ہیں وہ آپ سے زیادہ شاید کسی کو معلوم نہ ہوں۔ اور آپ چیف ایگزیکٹیو آف پراونس بھی رہے ہیں۔ تو آپ اس عہدے کے ساتھ، ساتھ ہماری گزارش یہ ہوگی کہ صوبے کے تمام معاملات پر آپ نظر رکھیں گے اپنی حکومت کے جو آپ کے ساتھی ہیں، اُن کو آپ اچھی تجاویز دینگے۔ یہاں سب سے بڑا مسئلہ governance کا ہے۔ اِس سے پہلے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس پر تو کسی اور دن ہم بحث کرینگے۔ لیکن اسپیکر صاحب میں گزارش کرونگا کہ اگر بلوچستان میں governance پر توجہ دی جائے تو پھر لوگوں کی مشکلات بھی حل ہونگی، لوگوں کی پریشانیاں بھی دُور ہوں گی اور لوگوں کے جو problems ہیں وہ بھی adjust ہوں گے۔ لیکن اگر governance میں flaw آتا ہے تو پھر کوئی بھی پرزہ حکومت کا اپنی جگہ پر کام نہیں کریگا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس صوبے کے غریب عوام کے وسائل بھی تباہ ہو جائینگے۔ وسائل بھی خورد بُرد کا شکار ہو جائینگے۔ وسائل بھی من پسندی کا شکار ہو جائینگے۔ اور لوگوں کو جان و مال اور عزت کی امان بھی نہیں ہوگی، غیر یقینی کیفیت ہوگی، حکومت کا جو سب سے بڑا اعزاز ہے جو میں اپنے حکومتی ارکان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ لوگوں کا confidence لوگوں کا اعتماد اور اس اعتماد کے لئے وہ محنت کرینگے چونکہ آپ کے تجربے کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ آپ کی عزت otherwise ہر لحاظ سے ہمارے تمام جو اراکین اسمبلی ہیں وہ آپ کا بہت regard کرتے ہیں آپ کے experience سے وہ مستفید ہونا چاہیں گے۔ آپ نے ہاؤس میں بھی، یہ ہماری گزارش ہے کہ ایسے آپ نے اَقدار قائم کرنے ہوں گے جس سے کہا جا سکے کہ بلوچستان اسمبلی ایک مثالی اسمبلی ہے۔ مَیں نے اس سے پہلے ہاؤس کے سامنے آئین کے آرٹیکل 40 to 29، ایک تحریک پیش کی تھی جس کو اِس ہاؤس نے منظور کیا۔ اور سابق جناب اسپیکر صاحب جو اِس وقت luckily جو چیف ایگزیکٹیو آف پراونس ہیں، انہوں نے اس پر عملدرآمد کا حکم صادر کیا۔ آرٹیکل 29 سے 40 تک اگر اِس پر عمل کیا جائے State functionaries بھی جو ہمارے وزراء حضرات بھی اور آپ کی طرف سے بھی اِن کو وقتاً فوقتاً آرٹیکل 40 to 29 پر عملدرآمد کا کہا جائے، تو بلوچستان میں نظم کی کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ بلوچستان میں لوگوں کے حقوق کا تعین اِن 29 سے 40 آرٹیکلز میں ہیں، اُس کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ اگر یہاں بلوچستان میں بسے ہوئے لوگ ہیں تو اُنکے لئے بھی مداوا آرٹیکل 29 سے 40 تک ہے۔ اگر اُنکا style of life ہے اس کو determine کرنا ہے، نظریہ پاکستان کے مطابق، وہ بھی اِس آرٹیکل 29 سے 40 تک میں مکمل طور پر موجود ہے کہ پاکستان کا معاشرہ کیسے ہوگا۔ کس طریقے سے ہوگا۔ اور جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک خوش آئند بات اِس حوالے سے ہے کہ حکومت نے for the first time in

the history of Pakistan ایک رپورٹ اس سیشن میں آرٹیکل 29 سے 40 تک عملدرآمد کے سلسلے میں جو اقدامات کئے گئے تھے، اُس سلسلے میں ایک رپورٹ جو اِن آرٹیکلز کی، آرٹیکل 29 سب آرٹیکل 3 کی ریکوائرمنٹ ہے۔ یہ پہلی دفعہ بلوچستان اسمبلی میں یہ سالانہ رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ رپورٹس 1973ء کے constitution کے بعد پیش ہونی چاہیے تھیں ہر سال اور اگر 48 سال مسلسل یہ رپورٹ پیش ہوتی رہتی تو آج کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ تمام چیزیں smoothly ہوتیں۔ اچھا ہوا کہ ایک رپورٹ حکومت کی طرف سے اِس اسمبلی میں پہلی دفعہ پیش ہوئی ہے۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ناں تو نیشنل اسمبلی میں، ناں ہی rest of provinces کی کسی بھی اسمبلی میں آرٹیکل 29 سے 40 پر عملدرآمد کے لیے کوئی رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ آرٹیکل 29 سے 40 تک کے اُس پر عملدرآمد کے سلسلے میں گورنر سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ تو first time یہ رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ اُس میں ظاہر ہے کہ flaws ہوں گے وہ وقتاً فوقتاً ہم یہاں کہیں گے۔ لیکن ایک بہت اچھا ایک قدم ہوا ہے۔ تو مَیں جناب اسپیکر صاحب! ایک دفعہ پھر آپ کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یقیناً میرے لیے میرے ساتھیوں کے لیے اور ہمارے اپوزیشن اراکین کے لیے یہ انتہائی خوشی کا مقام ہے کہ آپ جیسے قدآور شخصیت اِس بلوچستان اسمبلی کے اسپیکر کے طور پر یہاں تشریف فرما ہیں۔ اللہ آپ کو صحت کاملہ دے۔ اللہ آپ کے efforts سے اِس ہاؤس کو اور شاندار بنائے اور یہاں جو معزز اراکین ہیں اِن کے جو قانونی، آئینی، جمہوری اور حقوق ہیں اُن کے تحفظ کے لیے آپ ہراوّل دستے کا کردار ادا کریں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ نے صحیح کہا میری حیثیت ابھی Custodian of the House کی ہے۔ اور ٹریژری بنچز اور اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔ اور اِس اسمبلی کی عزت اور وقار کو بڑھانا ہوگا۔ بہت سی باتیں ہیں میرے ذہن میں، مَیں ابھی موقع دیتا ہوں آپ کو تقریریوں کا بھی۔ لیکن ہمیں اگر اسمبلی کا وقار بلند رکھنا ہے اسمبلی کی کارکردگی Resolutions, followup اسلام آباد میں، آپ کی جو کمیٹیز ہیں اُن کو زندہ رکھنا ہے، اُنہوں نے کام کرنا ہے۔ کیونکہ مَیں سینیٹ سے جب مَیں اور ڈاکٹر عبدالمالک آئے تو ہم بہت کچھ سیکھ کر آئے ہیں۔ یہ بھی سیکھا ہے کہ آپ کو ایم پی اے ہاسٹل کی بجائے فلیٹ بنا کر دیئے فوراً۔ کہ کچھ رہنے کے قابل ہوں۔ اور آگے بھی اِس طرح بہتری آئے گی۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ کمیٹیوں کو فعال بنائیں، وزراء اُس میں آئیں، وزراء سے جوابداری ہو اور وہ بتائیں کہ یہ کمیٹیاں بہت فعال بنا دیتی ہیں اسمبلیوں کی عزت اور وقار کو۔ اور ایک اور اصول بنائیں گے انشاء اللہ جو بھی اسلام آباد میں جو بھی تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے مسائل اُٹھیں گے

اسلام آباد کے ساتھ، تو اُسمیں ہم سب کوٹریژری بنچز اور اپوزیشن کو اکھٹے جا کر وہاں چیزیں اپنی بنوانی پڑیں گی۔ ملک نصیر جانتے ہیں اِس طرح پہلے بھی کرائے تھے۔ ابھی ایک اور گزارش ہے کہ یہ جو وقفہ سوالات ہے اِس کو مؤخر کرتے ہیں کیونکہ آپ کے ہوم منسٹر بھی نہیں آئے ہیں جو آپ کے سوالات کا جواب دیں۔ چھٹی پر ہیں ناں وہ۔ ابھی مَیں ہاؤس، speech کی اجازت اسد بلوچ کو دیتے ہیں کیونکہ وہ پہلے کھڑے ہوئے تھے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! point of order

جناب اسپیکر: پہلے اسد بلوچ صاحب ٹریژری بنچز سے بات کرلیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: بالکل جناب! وہ بات کرلیں، صرف مَیں، میرا ایک question ہو چکا تھا اور منسٹر بیٹھا ہوا ہے، ایک question رہتا۔

جناب اسپیکر: منسٹر اپنا عبدالخالق صاحب ہیں؟۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اگر آپ اجازت دے دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، please، عبدالخالق صاحب ہیں؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: جی جی جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: اچھا مغرب تک مَیں آپکے ساتھ available ہوں، پھر مجھے اجازت دیں گے، پھر ڈپٹی اسپیکر صاحب preside کریں گے۔ جی عبدالخالق صاحب please جواب دے دیں۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل، امور نوجوانان، ثقافت وسیاحت): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ۔ جی سردار صاحب۔

سردار یار محمد رند: جناب اسپیکر صاحب! یا تو آپ سوال جواب لے لیں یا ہمیں بھی بولنے کا موقع دیں، اللہ نے آپ کو صحت دی ہے، ابھی آپ نے حلف لی ہے۔ مَیں بھی ایک پارلیمانی پارٹی کا لیڈر رہوں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

سردار یار محمد رند: تو میرا بھی حق بنتا ہے کہ میں دو لفظ آپ کے لیے اگر آپ مناسب چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے لیے کہیں۔ اتنی لمبی تعریف کا ایڈووکیٹ صاحب کو موقع دیا تھوڑا سا ہمیں بھی تعریف کا موقع دیں کہ ہم بھی آپ کی تعریف کریں۔

جناب اسپیکر: جی جی please، بالکل بالکل۔

سردار یار محمد رند: تو ابھی آپ نے question شروع کیا ہے، ساتھ میں۔۔۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال سے سوالوں کو مؤخر کریں جو آپ کو مبارکباد دینا چاہتے ہیں، زیادہ بہتر ہوگا۔ آج مؤخر کریں پھر کوئی اور دن رکھ لیں۔

وزیر کھیل، امور نوجوانان، ثقافت وسیاحت: نمٹا دیا جائے میرے خیال میں۔

جناب اسپیکر: مؤخر کی request ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہیں۔ ابھی ویسے سردیوں میں کھیل وکھلاڑی یہ سب ختم ہو جاتے ہیں کوئٹہ میں، سب جاتے ہیں گرم بلوچستان کی طرف۔ اسد بلوچ صاحب! بی این پی عوامی کی طرف سے۔ sorry

میر اسداللہ بلوچ (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): BNP عوامی۔

جناب اسپیکر: BNP عوامی کیونکہ وہ پہلے سردار یار محمد پہلے اُٹھ گئے تھے اِن سے بھی۔ شاید اپنا ملک سکندر صاحب سے۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): بسم اللہ الرّحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو مَیں آپ کو آپ کی صحت جو آپ کافی بیمار رہے ہیں، تو ہمیں بھی پریشانی ہوئی۔ آپ کی صحت یابی، آپ کے خاندان کے ساتھ ساتھ پورے بلوچستان کے لیے، ہمارے لیے اللہ کا ہم شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ کی اِس سیٹ پر بیٹھنے کا مجھے اِس لیے اپنی پارٹی کی جانب سے تو مَیں آپ کو مبارکبادی دینا چاہتا ہوں لیکن خوشی اِس بات کی ہے کہ آپ ایک کہنہ مشق، سیاسی ورکر بھی رہ چکے ہیں۔ اور پرانا Parliamentarian بھی ہیں۔ آپ نے اپنی تجربے سے سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین سینٹ بھی رہ چکے ہیں، یہاں بلوچستان اسمبلی میں اسپیکر اور وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ جس صوبے سے آپ کا تعلق ہے اور جس منصب پر آج یہاں آپ بیٹھے ہوئے ہیں، بلوچستان کی مسائل اور اُن کا حل، آئینی اور قانونی طور پر یقیناً ہی ہمیں وہ جنگ لڑنا ہی ہے۔ اور وہ جنگ آئین کے فریم میں رہتے ہوئے اسلام آباد کے اُن بڑے قوتوں سے جو پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں پارلیمنٹ سے ہٹ کر کے ہیں، بلوچستان کا کیس جامع انداز میں وہاں ہمیں پیش کرنا ہوگا اور اُس میں آپ کو bridge کا role ادا کرنا ہوگا۔ آپ یہاں دس فٹ آگے جائیں ہال آئے گی جہاں پر اسپیکرز کی تصویریں لگی ہوں گی، مَیں اُن اسپیکروں کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے بلوچستان کی کیس وہاں لڑا۔ خالی کرسی پر آ کر بیٹھ کر تو بہت سے لوگ قابل احترام ہیں، بلوچستان کا ساحل وسائل ہو، ابھی جوریکوڈک کا مسئلہ چل رہا ہے۔ اٹھارویں ترمیم میں بہت سی چیزیں اِس صوبے کے دائرۂ اختیار میں ہیں۔ ہم صرف یہاں تقریر کر کے لفظوں کا چناؤ کی عیاشی کر کے، حاصل کچھ نہیں ہوگا اور عملی طور پر ہمیں بلوچستان کے عوام کو مطمئن کرنے کے لیے آئینی role ادا ہی کرنا ہیں۔ اُس میں آپ

کا بہت بڑا کردار ہوگا۔ کچھ ایسی چیزیں ہیں جو قدرے مشترکہ ہیں جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کی سرزمین کے ساحل و وسائل، آئینی حقوق، کبھی کبھی اسلام آباد میں ایسے فیصلے ہوتے ہیں یہاں کے وزیراعلیٰ سے کوئی پوچھے، کہتا ہے "کہ مجھے کوئی پتہ نہیں"۔ فنانس منسٹر سے کوئی پوچھے کہتا ہے "مجھے کوئی پتہ نہیں اِس سلسلے میں"۔ پی اینڈ ڈی کے منسٹر سے پوچھیں "کہتا ہے مجھے کوئی پتہ نہیں اِس سلسلے میں"۔ مَیں ہر وقت یہ کہتا چلا آرہا ہوں کہ اسلام آباد اپنا روّیہ قانونی اور آئینی دائرہ میں رہتے ہوئے ہمارے ساتھ بیٹھ کر بہت سی چیزوں کو طے کریں۔ ہمیں ایک کالونی سمجھ کر اس طریقے سے نہ ڈیل کریں۔ جس سے بلوچستان کے عوام یہ محسوس کریں کہ ہم احساس محرومی میں ہیں۔ ہمارے مسائل ہیں کیا۔ وہ جو آئینی حق ہمیں 70 سال میں اگر نہیں ملے ہیں، یہ لڑائی تو ہمیں کرنا ہے اور آپ کے سربراہی میں۔ مَیں یہی اُمید رکھتا ہوں آپ کو کوئی تجاویز دینے کی اسلئے مَیں کہہ نہیں سکتا ہوں کہ آپ مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتے ہیں۔ یہاں ٹریژری اور اپوزیشن کو ایک ساتھ ملا کر 65 کے ایوان میں 64 ہم ہیں اور 65 آپ جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں بحثیت جج آپ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ جج صرف اسمبلی کے 65 لوگوں کو اُٹھنے اور بیٹھنے کی اجازت کی حد تک نہیں، بلوچستان کے fundamental rights ہیں جو بنیادی حقوق ہیں، اُن کے لئے آپ کا role ہونا چاہیے۔ مَیں یہی اُمید رکھتا ہوں کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کرینگے۔ Thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ اسد اللہ بلوچ صاحب! ہم کالونی نہیں ہیں۔ ہم پاکستان کی اکائی ہیں۔ یہ ذہن میں رہے۔ اور ہمیں تسلیم کرانا ہے کہ ہم اکائی ہیں۔ سردار یار محمد رند صاحب۔ پھر اُس کے بعد نصر اللہ زیرے صاحب۔ مغرب تک چلیں گے۔ پھر وقفہ کریں گے نماز کا۔

سردار یار محمد رند: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ اِیَّا کَ نَعبُدُ وَاِیَّا کَ نَستَعِین۔ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو مَیں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج آپ نے حلف لیا۔ مسٹر اسپیکر! ہمیں یہ علم ہے کہ آپ بہت سینئر سیاستدان بھی ہیں، اسپیکر بھی رہے ہیں، وزیراعلیٰ بھی رہے ہیں اور مختلف offices کو آپ نے hold کیئے ہے اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کے یہ تجربے positive ہوں گے۔ اور یہ اسمبلی کو مؤثر طور پر چلانے کیلئے ہوں گے۔ اور بلوچستان کی جو rights ہوں گے، اُن کی عملدرآمد جو ہوگا اُس پر آپ کے وہ جو تجربات ہیں انشاء اللہ بلوچستان کے لئے مثبت ثابت ہوں گے۔ مسٹر اسپیکر! ہم آپ کے لئے دَست بہ دُعا ہیں کہ اللہ آپ کو صحت دے۔ ہم آپ کے لئے کافی فکرمند بھی تھے اور ہماری خواہش تھی کہ اللہ آپ کو صحت دے اور دوبارہ آپ واپس بلوچستان آئیں۔ اور آج ہمیں خوشی ہے کہ آپ آج تشریف لائے بلوچستان اسمبلی کے اندر۔ مَیں اس وقت

صرف مبارکباد دینا چاہتا ہوں، مَیں بلوچستان کے issues یا چیزوں پر discuss نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ اس وقت بلوچستان جن دو اہم مسائل سے گزر رہا ہے ایک تو گوادر اور دوسرا ریکوڈک۔ I hope کہ جیسے آپ نے ابھی کہا۔ کہ یا تو اِس سوال و جواب کو مؤخر کرینگے یا اِس کو آپ سنیں گے اُس کے بعد ہمیں موقع دے دیں کہ ہم ان دو ایشوز پر آ کے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ کیونکہ یہ ایشوز ایک normal issues نہیں ہیں۔ یہ وہ ایشوز نہیں ہیں کہ اخبار کی ایک دن کی زینت بنے اور ختم ہو جائے۔ یہ وہ ایشو ہے جہاں ہمارے آنے والے نسلوں کا یہاں مستقبل اِس سے involve ہے۔ اور آنے والا وقت انہیں فیصلوں کی روشنی میں یا تو مستقبل ہمارا تابناک ہوگا یا تاریک ہوگا۔ سر! اس سرزمین کے لئے، اس دھرتی کیلئے، یہ ہمیں مفت میں تحفے میں بلوچستان نہیں ملا ہے اس کے لئے ہمارے بزرگوں نے قربانیاں دی ہیں۔ اپنے بچوں کے خون کی اور اپنے اولادوں کی اور اپنے باپوں کی۔ ہم یہ کسی طریقے سے یہ قبول نہیں کرینگے کہ چند ٹھیکیدار بیٹھ کر اسلام آباد میں ہمارے مقدروں کا فیصلہ کریں اس پر مَیں تفصیلی بات کرنا چاہوں گا۔ اور اِس سے پہلے مَیں اپنی comments ختم کروں مَیں دوبارہ آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس اُمید کے ساتھ کہ انشاءاللہ آپ کا تجربہ اس بلوچستان کے لئے اس اسمبلی کے لئے مؤثر ثابت ہوگا۔ اور مجھے اُمید ہے کہ مجھے آپ موقع دینگے تاکہ ان دو *issues* پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: مہربانی سردار صاحب۔ مَیں ابھی موقع دوں گا نصراللہ زیرے صاحب۔ آپ مہربانی کریں۔ جام صاحب بھی آ گئے ہیں۔ میری اِس وقت گزارش یہ ہے کہ آپ ایک اسپیشل کمیٹی فوراً، سردار یار محمد! بنا دیتے ہیں، ٹریژری بینچز اور اپوزیشن کی۔ سارے Parliamentarians کی۔ ایجنڈا گوادر اور ریکوڈک۔ کیونکہ یہی ایک طریقہ ہے اگر آپ نے چیزوں کو پکڑنا ہے۔ جام صاحب! ویلکم۔ مہربانی آپ ہسپتال میں بھی آئے تھے۔ اِس کو فوراً پکڑ لیں کیونکہ اسمبلیوں کا وقت بھی کم ہے اِسکو ابھی سے آپ پکڑیں۔ جیسے کہتے ہیں ابھی سے اِن کو آپ گردن سے پکڑ لیں، اگر گردن سے ابھی آپ نے نہیں پکڑا تو یہ ہاتھ سے نکل جائیگی بات۔ جی سردار رند صاحب۔

سردار یار محمد رند: جناب اسپیکر! مَیں بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ ایک کمیٹی بنائیں، کمیٹی کی بجائے ایک truth commission بھی بنائیں۔ اور اُس کو Chair کرے سپریم کورٹ کا sitting judge اور تاکہ یہ دیکھیں کہ یہ جو مسئلہ ہے، issue ہے اِس وقت، اُس کے حقیقتاً اُسکے مجرم کون ہیں۔ اُن کے فیصلے کرنے والے کون ہیں۔ اور یہ فیصلے صحیح ہوئے یا غلط ہوئے۔ ابھی جو فیصلے ہونے جا رہے ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ اگر ایک

Truth Commission بنادی جائے اور ہمیں آپ سن لیں، اُسکے بعد کرلیں۔ اور یہ جوابھی آپ نے کمیشن کی بات کہی ہے، بہت اچھی کی ہے۔مگر ہم سب چاہیں گے کہ پارلیمنٹ کے ساتھ ایک سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بھی بیٹھے، یہ کوئی معمولی بات مسئلہ نہیں ہے، اِسمیں ہم آپ کے سامنے facts and figures پیش کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

سردار یار محمد رند: آپ دیکھ لیں۔اور مجھے اُمید ہے کہ انشاءاللہ مجھے پورے ہاؤس کو یہ سپورٹ ملے گی کہ ہم اسکا ایک truth commission بنائیں اور ہاؤس کا بھی ایک کمیٹی بنادی جائے تاکہ وہ فیصلہ کرے کہ حقیقت کیا ہے۔کیونکہ ہمارے پاس اب چند مہینے رہ گئے۔سال نہیں رہ گیا ہے جناب اسپیکر مَیں آپ کے ساتھ agree کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے انشاءاللہ وتعالیٰ یہ بلوچستان کا جو issue ہے اُس کو اب یہ solve ہوگا۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔اسپیشل کمیٹی کا تو مَیں نے عرض کردیا ہے۔باقی حکومت جو ہے قائد ایوان اُن سے کہیں گے کہ سپریم کورٹ سے رجوع کیا جائے، truth commission کیلئے۔اور ہمیں بہت اِس چیز میں کرنا پڑیگا۔یہ گزارش ہے۔یہ آپ کے مستقبل کا سوال ہے، بلوچستان کے مستقبل کا سوال ہے۔اور آپ کی نسلوں کا سوال ہے۔آپ کے وسائل یہی ہیں جو آپ نام دے کر سن رہے ہیں۔اور اِنہیں کے زور پر آپ کی مستقبل کی نسلیں چلیں گی۔ابھی مَیں گزارش کروں گا بی این پی (مینگل) کے پارلیمانی لیڈر پھر اس کے بعد نصراللہ خان زیرے صاحب آپ۔جی ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: **شکریہ جناب اسپیکر صاحب!** سب سے پہلے تو مَیں آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت یاب اور بحثیت کسٹوڈین اپنی فرائض منصبی خوش اسلوبی سے نبھائیں۔جناب اسپیکر صاحب اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سینئر پارلیمنٹرین بھی ہیں آپ اس سے قبل وزیراعلیٰ بھی رہے ہیں اسپیکر بھی رہے ہیں سینٹ میں ڈپٹی چیئر مین کی حیثیت سے بھی آپ نے اپنی فرائض احسن طریقے سے سرانجام دیئے ہیں۔بہر حال اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ منصب عطا کیا ہے اور ایک سینئر پارلیمنٹرین کی حیثیت سے ہم آپ سے کچھ سیکھنا چاہیں گے۔ اور جن باتوں کا اکثر آپ اس نشست سے بیٹھ کر آپ کہا کرتے تھے آج اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے ہمیں خوشی ہے کہ آج سے دو تین دن قبل ریکوڈک کی قرارداد پیش ہوئی اور میں نے اسپیکر صاحب سے کہا کہ آپ رولنگ دے دیں، آپ رولنگ دے دیں۔ لیکن وہ

دن گزر گیا رولنگ نہیں ہوئی۔لیکن آج سردار یار محمد رند صاحب نے جو کہا۔آپ نے کہا کہ اُسکے لئے بھی ہم ایک سپیشل کمیٹی بنائیں گے آپ کا شکریہ۔ کیونکہ یہ ہماری قرارداد تھی اپوزیشن کی قرارداد تھی۔اور ہم نے یہ بھی پیش کش کی حکومتی اراکین کو کہ اس کو مشترکہ قرارداد کے طور پر لیا جائے۔لیکن بدقسمتی سے ایوان سے کچھ آوازیں آئیں ''کہ ہم اِسکی حمایت نہیں کریں گے''۔ تو ایوان میں جناب اسپیکر صاحب ایسے لوگ بھی بیٹھے رہتے ہیں کہ بلوچستان سے اِن کو کتنی دلچسپی ہے اور جب جناب اسپیکر صاحب! جب نئی اسمبلی بنی، نئی حکومت بنی، اُس وقت بھی ہمارے تقاریر کو نکال کر دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت بھی ہم نے یہی پیشکش کی کہ ہم اپنے اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے۔لیکن جہاں پر اس صوبے کے مفادات ہوں، بلوچستان کے عوام کی مفادات ہوں، تو اُس پر ہم ہر سطح پر حکومت کی حمایت کریں گے۔آج بھی اس نئی حکومت کے ساتھ ہماری یہی پیشکش ہے کہ بلوچستان کے عوام کی مفادات، بلوچستان کے وسائل، بلوچستان کے ساحل، چاہے وہ ریکوڈک ہو، چاہے وہ گوادر ہو، اُن تمام مسائل پر حکومت کے ساتھ ہم شانہ بشانہ ہیں۔اور ہمیں امید ہے کہ آپ اس چیز سے بخوبی واقف ہیں کہ بلوچستان اِتنے زیادہ وسائل سے مالا مال ہوتے ہوئے بھی آج بلوچستان کی جتنی بھی حکومتیں بنتی ہیں، وہ وفاق کی طرف اپنا بجٹ بنانے کے لئے دیکھتی ہیں۔اُس کی وجہ یہ ہے کہ جناب اسپیکر صاحب! وہ وسائل جس کے لئے ہم نے ایک طویل جدوجہد کی، جس کے لئے ہم نے قربانیاں دیں، جس کے لئے ہمارے اکابرین نے جیلیں کاٹیں، جس کے لئے لاٹھیاں کھائیں، کوڑے کھائے، ہمارے پارٹی کے شہداء بھی ہوئے۔ہم صرف اور صرف اسی بلوچستان کے انہیں وسائل کے حوالے سے ہماری جدوجہد ہے۔ہمیں خوشی کہ آج آپ اِس نشست پر بیٹھ کر اِن چیزوں کو بہتر طور پر آپ نے خود محسوس کیا ہے اور آج آپ کی یہ پہلی رولنگ جو آپ نے دی ہے یہاں پر، تو ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے۔آج تو میں طویل بات نہیں کروں گا یہی دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔آپ مکمل صحت یاب ہو کر جب واپس آئیں گے تو بہت سارے مسائل آپ ہی کی سرکردگی میں ہم انشاء اللہ لائیں گے۔میرے ٹیبل پر شاید جناب اسپیکر صاحب! مَیں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اس وقت جو پانی کا مسئلہ تھا جو نصیر آباد کو جو ہم اور آپ اُٹھ کر اُس وقت قرارداد کی شکل میں باتیں کرتے تھے، آج آپ اِس نشست پر بیٹھے ہوئے ہیں تو اس وقت بھی پانی کی شدید شارٹیج ہے نصیر آباد میں۔خصوصاً بعض علاقوں میں تو وہاں پر وارا بندی ہے کچھ علاقوں کو چھوڑ کر کچھ لوگ وہاں سے سندھ کی طرف نقل مکانی کر رہے ہیں۔تو اس مسئلے پر بھی اگر آج میرے خیال میں آج یہ موضوع نہیں ہے لیکن آپ کی چیئر سے اِس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہم یہی کہیں گے کہ اگر آپ اس پر بھی رولنگ دے دیں اس کے لئے بھی ایک کمیٹی بنائیں۔یا ہماری سٹینڈنگ کمیٹی جو اریگیشن کی ہے

اُس میں اس مسئلے کو بھیج دیں تا کہ اِس مسئلے پر بھی بات ہو سکے۔ بہت مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔مَیں نے اِس لئے کہا تھا کہ آپ کو کمیٹیز کو بہت فعال کرنا پڑے گا۔ محمد خان لہڑی صاحب بیٹھے ہیں، وہ جائیں اور کیمپ کریں جا کر علاقے میں، گندم کی پانی کے لئے۔مَیں آتا ہوں باری باری۔ اچھا! مَیں ویلکم کرتا ہوں سعید ہاشمی صاحب سینیٹر ہمارے سینئر پارلیمنٹرین ہیں۔ اور میری دختر نیک اختر سینیٹر ثناء جمالی صاحبہ بھی آئی ہوئی ہیں، وہ بیٹھی ہیں، اِسی لیئے مَیں بھول ہی جاتا ہوں۔ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you مسٹر اسپیکر۔ سب سے پہلے میں آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج آپ نے بحثیت اسپیکر اپنے عہدے کا حلف اُٹھایا۔ اور آپ کو، آپکی صحت یابی پر بھی آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر یقیناً جس کرسی پر آپ تشریف فرما ہیں، یہ کرسی، یہ اسمبلی طویل جدوجہد کے بعد ہمیں نصیب ہوئی ہے۔ اور آپ کو یاد ہوگا جناب اسپیکر! یہاں وَن مین وَن ووٹ نہیں تھا۔ یہاں برٹش بلوچستان میں ایک شاہی جرگہ ہوا کرتا تھا جبکہ قلات، قلاتی بلوچستان ریاستوں میں وہاں اُن کا اپنا سسٹم تھا۔ بہرحال اس صوبے کے وجود کے آنے کے بعد وَن مین وَن ووٹ کا وجود یہاں آیا۔ اور اسکے لئے جناب اسپیکر خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید نے چودہ سال قید بامشقت کی سزا کاٹی۔ اِس مطالبے کے لئے کہ وَن مین وَن ووٹ ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ووٹ صرف چند نوابوں سرداروں کے ہوں۔ لیکن اُس شخصیت کا مؤقف تھا کہ ہر شخص کا ووٹ ہو ، اگر کوئی بیوہ ہو تو اس کا بھی ووٹ ہو اگر ایک مزدور ہو تو اس کا بھی ووٹ ہو۔ اور جناب اسپیکر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ آج آپ جس کرسی پر تشریف فرما ہیں جب یہ اسمبلی وجود میں آئی تو اس کرسی کی پہلی صدارت خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی نے کی تھی اور یہ بھی میں بتاتا چلوں کہ کل 02 دسمبر تھا، 02 دسمبر 1973ء کو خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید کو اپنے گھر سیّد جمال الدین افغانی میں اُنہیں شہید کیا گیا۔ کل اُنکی برسی پوری دنیا میں کوئٹہ میں تمام علاقوں میں تمام علاقوں میں پورے جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا اُنہیں خراج عقیدت پیش کی گئی۔ اور میں آج کے اِس ایوان کے توسط سے میں خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی کو اُنکے لازوال قربانیوں پر جنہوں نے تین دہائیاں جیل میں گزاری، اِس عوام کی خاطر۔ آج جب ہم سب یہاں اِس ایوان میں بیٹھے ہیں اگر اُنکی جدوجہد نہ ہوتی تو آج ہم میں سے کوئی بھی آج نہ وزیر ہوتا نہ کوئی وزیراعلیٰ ہوتا نہ کوئی اسپیکر ہوتا۔ بہرحال جناب اسپیکر! آپ اِس کرسی پر براجمان ہیں، ہمیں خوشی ہے۔ آپ سینئر پارلیمنٹیرئین ہو۔ اور مجھے آپ کے ہوتے ہوئے آئندہ کبھی ہم پر کوئی بکتر بند گاڑی ہاؤس کے اندر کوئی نہیں چڑھائے گا۔ اور یہ تاریخ دوبارہ نہیں دہرائی جائے گی کہ ہم

پر بکتر بند گاڑی چڑھائی گئی ہمارے دوستوں کو زخمی کیا گیا، فرسٹ ٹائم ہوا۔ اور مجھے آپ سے یہ بھی امید ہے جناب اسپیکر کہ آپ .You are the Custodain of the House آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہو اس ہاؤس میں سب سے زیادہ تمام ممبران کا بالخصوص اس اپوزیشن کے حقوق کا آپ ہماری دفاع کریں گے۔ آپ ہماری باتوں کو سنیں گے۔ آپ ہماری آواز کو نہیں دبائیں گے۔ اور سب سے بڑھکر یہ جناب اسپیکر! تین سال میں ہوتا یہ رہا کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں تو بن گئیں تھیں، وہ سب غیر فعال تھیں، سوائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے۔ کوئی بل، یہاں آکر کے Exempt کیا جاتا تھا 85,84 دفعہ کے تحت۔ اور بہت سارے قوانین میں بہت ساری سنگین غلطیاں کی گئیں اور اِن قوانین کو دوبارہ یہاں لاکر کے Amendment کیا گیا قوانین میں۔ جناب اسپیکر مشہور مقولہ ہے کہ جب پارلیمنٹ اِن سیشن ہوتا ہے تو ایک شو پیس ہوتا ہے اصل کام منی پارلیمنٹ کرتی ہیں جو سٹنڈنگ کمیٹیاں کہلاتی ہیں۔ as a Speaker آپ کی ذمہ داری بن رہی ہے کہ آپ تمام سٹنڈنگ کمیٹیوں کو فعال کریں گے۔ جتنے بھی آئندہ بل آئیں گے، Act آئیں گے، وہ Act اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی میں Throughly اس پر سٹڈی ہوگی۔ اور جب تمام ممبران اس پر راضی ہوں گے تمام مکتبہ فکر کے لوگوں کو دنیا بھر میں ہوتا ہے میں خود اسکاٹ لینڈ کی سٹینڈنگ کمیٹی میں بیٹھا انہوں نے پیچھے اپنے ماہرین بٹھائے ہوئے تھے ایک ایک قانون کا ایک ایک لفظ کلاز وائز پڑھ پڑھ کے وہ قانون منظور کر رہا تھا۔ اور یہاں رنجیت سنگھ کی طرح منظور نا منظور کی بات نہیں ہونی چاہئے آئندہ۔ اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کو آپ مضبوط کریں گے۔ میں ایک بار پھر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ ہاؤس کو ان آرڈر کریں گے۔ آپ ہاؤس کو بہتر طور پر چلائیں گے۔ Thank you Mr, Speaker

جناب اسپیکر: .thank you، جی عبدالخالق ہزارہ صاحب! اپنی پارٹی کی نمائندگی کریں گے۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل، امور نوجوانان، ثقافت وسیاحت): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ سب سے پہلے مَیں ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کی جانب سے میر جان جمالی صاحب! آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً جس طرح ساتھیوں نے کہا کہ آپ ایک پرانے منجھے، سلجھے ہوئے کہنہ مشق سیاستدان ہیں۔ یقیناً اپنے تمام تجربات کو، experiences کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ آپ اِس ہاؤس کو چلانے میں ایک اہم کردار ادا کریں گے اور میری گزارش آپ سے یہ ہے ساتھیوں سے بھی یہ ہے کہ اگر واقعاً ہم نے rules of Business اور rules of Procedure and conduct of business پر عملدرآمد صحیح معنی میں کیا۔ مَیں اِس august House کا جو auspicious time ہے precious

time ہے وہ ضائق ہوگا، بلکہ ہم جو اپنی ساری کارروائی اِحسن طریقے سے لے جائیں گے۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب، آج 3rd December ہے اور آج جو ہے مطلب ہماری persons with disabilities کی جو ہے ہم international day ہم منا رہے ہیں۔ تو میری گزارش اپنے ساتھیوں سے بھی ہے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ہے دوستوں سے وزراء سے بھی ہے کہ اپنے اُس تمام جو disable ہیں جسے ہم disable نہیں کہیں گے آج اظہارِ یکجہتی کا دن ہے اُن کے ساتھ، آج اُن کی مراعات کو اُن کے اقدار کو تسلیم کرنے کا دن ہے۔ آج ہم نے ایک فیصلہ کرنا ہے کہ Act کے مطابق جو Act میں ہے اُن کا بخشا گیا ہے دیا گیا ہے، 5% کا کوٹہ ہمیں یہ باور کروانا ہے یہاں پر کہ کم از کم ہم اُنہیں اقلیتوں کے ساتھ ساتھ جو ہمارے disabilities ہیں اُن کے جو 5% کوٹہ ہے میری گزارش اپنی حکومت سے ہے کہ اُس کو جو ہے sure بنایا جائے، یقینی بنایا جائے تاکہ وہ ایک ذمہ دار شخص کے طور پر اِس معاشرے میں جی بھی سکے اور ہم دنیا کو یہ باور کرواسکیں کہ ہم ایک civilized قوم ہیں، ایک سلجھی ہوئی قوم ہیں اور یہ صحیح معنی میں انسان دوست ہیں، تو یقیناً جب تک انسان دوستی آدمی میں نہیں آئے گی، مَیں جب دیکھتا ہوں آج مَیں attempt کر کے آیا ہوں day تھا اُن کا اب باور کر لیں اُس میں ہر ایک جو بیٹھے ہوئے تھے وہ دل کو چُھو لینے والے تھے، وہ ایک عجیب احساسات تھے کسی کا پاؤں کسی کی آنکھ، کسی کا جسم، جسمانی طور پر وہ معذور تھے۔ خدا کی قسم مَیں کہتا ہوں کہ مجھے کوئی محسوس نہیں ہوا کہ یہ پٹھان ہے یہ پنجابی ہے، یہ عیسائی ہے یا یہ دوسرا ہے۔ مجھے سارے میرے بھائی میری ہمدردیاں اُن کے ساتھ تھیں اور مَیں تقریباً ہر سال جب سے مَیں نے وزارت لی ہے، مَیں اِن کا day منانے کے لیے اِن کے پاس جاتا ہوں، اِن کے لیے کچھ اعلانات بھی کرتا ہوں، اِس فورس کے حوالے سے کوئی اور مسئلہ ہوا اِن کا ہمیشہ مَیں نے اِن کا ساتھ دیا ہے، تو میری گزارش آپ سب سے ہے کہ اس حوالے سے ساری حکومت سے کہ مطلب اُن کی جو ہے اُن کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کریں۔ thank you very much.

جنابِ اسپیکر: thank you. ، سیکرٹری صاحب! یہ سارے حکومتِ بلوچستان کو لکھ کر بھیجیں کہ disable لوگ کتنے اِنہوں نے services میں رکھے ہوئے ہیں، اُس کی تفصیل دی جائے اور دوسرا minorities کے کتنے لوگ رکھے ہوئے ہیں، وہ تفصیل تو اسمبلی کے فلور پر آئے، سارے ایوان کے سامنے رکھیں کہ یہ پوزیشن کیا ہے اقلیت کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟۔ خواتین کے لیے بھی کریں۔ ابھی مَیں میڈم بشریٰ آپ بات کریں، پہلی خاتون۔

محترمہ بشریٰ رند: السلام علیکم، پہلے تو۔۔

(خاموشی۔اَذان مغرب)

جناب اسپیکر: میڈم! ابھی نماز کا وقفہ کریں گے پھر آپ continue کریں گی۔ابھی نماز کے لیے 15 منٹ کا وقفہ دیا جاتا ہے۔

(وقفہ نماز کے بعد اجلاس دوبارہ سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر کی صدارت میں 06 بجکر 15 منٹ پر شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب آپ پھر کیوں کھڑے ہو گئے؟۔

جناب نصراللہ خان زیرے: مَیں point of order پر بولنا چاہتا ہوں کیونکہ کچھ مسائل ہیں جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں آخر پر پھر آپ بات کرلیں کیونکہ کارروائی آج کی باقی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کارروائی ابھی کون سی باقی ہے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **توجہ دلاؤنوٹس** آپ کا ہے، کارروائی تو ابھی شروع نہیں ہوا۔ابھی start ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: توجہ دلاؤ نوٹس پڑھوں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر صاحب! مَیں وزیر برائے محکمہ بلدیات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کراتا ہوں کہ میرا حلقہ اِنتخاب BP-31 مشرقی بائی پاس میں کوئٹہ شہر کا تمام کچرہ وہاں dump کیا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے علاقے میں سخت بدبو اور اُس سے مختلف قسم کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔کیا محکمہ بلدیات مذکورہ علاقے سے کچرہ کسی اور جگہ dump کرنے کا اِرادہ رکھتی ہے؟۔تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! چونکہ منسٹر بلدیات آج پھر نہیں آئے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کون ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صالح محمد بھوتانی صاحب۔تو مَیں سیکرٹری سے اِس حوالے سے رپورٹ منگواتا ہوں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ جناب اسپیکر! اگر آپ مجھے کچھ بولنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے اِس پر، دیکھیں بحث ومباحثہ کا اِس پر ضرورت نہیں ہے سیکرٹری سے report منگوا لیتے ہیں تب تک منسٹر بھی آجائیں گے۔اگر آپ مطمئن نہیں ہوئے پھر اُس کے برعکس جو بھی ہوگا

اُس پر ruling دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی **رخصت کی درخواستیں** پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر ضیاء اللہ لانگو صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ میر نعمت اللہ خان زہری صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سید احسان شاہ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مُکھی شام لال نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ٹائٹس جانسن صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے

سے قاصر رہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار مسعود علی خان لونی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: **رخصت کی درخواستیں ختم۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اِنکی سہولت کو پیش نظر اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے دو سالہ Parlimentary News تیار کیا گیا ہے جو آپ سب معزز ارکین اسمبلی کے سامنے table کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ اپنی **قرارداد نمبر 129** پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Mr.Speaker! Thank you very much.۔ ہر گاہ کہ حلقہ PB-31 مشرقی بائی پاس خلجی کالونی، سریاب مل، بڑیچ آباد، کلی شاہنواز، شہید عثمان خان کاکڑ چوک واطراف، فقیر آباد، کلی علی زئی، کلی شموزئی اور گردونواح میں، جو ایک کثیر آبادی پر مشتمل علاقہ ہے مگر وہاں بچوں کے کھیل کُھود کیلئے کوئی Sports Stadium تعمیر نہیں کیا گیا ہے۔جس کی وجہ سے علاقے کے نوجوانوں کو کھیل کی بابت سخت مشکلات درپیش ہیں۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا علاقوں کے نوجوانوں کی سہولت کے پیش نظر وہاں Sports Stadium بنانے کی بابت ضروری اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 129 پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ کوئٹہ اِس وقت لاکھوں، کم وبیش تیس لاکھ سے زائد آبادی پر مشتمل ہے۔لیکن ایک دو سے زیادہ یہاں پر کوئی بڑا stadium نہیں ہے۔صادق شہید فٹبال گراؤنڈ ہے، ایوب اسٹیڈیم ہے، ریلوے کا ابھی ہمارے دورِ حکومت میں وہاں پر ہم نے ریلوے فٹبال گراؤنڈ

بنایا۔ اِس کے علاوہ یہاں بچوں کے لئے، طلباء لئے، نوجوانوں کے لئے، کوئی ایسا گراؤنڈ نہیں ہے جس میں وہ کھیل کھود کرسکیں۔ بالخصوص میرا حلقہ انتخاب جو eastern bypass ہے یہاں عثمان کاکڑ شہید چوک سے لیکر کے پھر بکرہ منڈی تک، سریاب مل، کلی شاہنواز، خلجی کالونی، بڑیچ آباد، فقیرآباد، کلی علیزئی، کلی شموزئی، سریاب کلی سادات، یہ بڑے بڑے علاقے ہیں لیکن جناب اسپیکر! یہاں پر Sports Stadium کیلئے اب تک کوئی اقدامات نہیں اُٹھائے گئے ہیں۔ اور پورا میرا حلقہ انتخاب میں، میرا جو توجہ دلاؤ نوٹس تھا وہاں سینکڑوں ایکڑ زمین پر پورا کوئٹہ کا کچرہ لاکر کے وہاں dumped کیا جاتا ہے۔ اور اُس کی وجہ سے جتنی بدبو جتنی بیماریاں وہاں پھیلتی ہیں جناب اسپیکر! اُس کا اندازہ آپ نہیں لگا سکتے ہو۔ پھر جناب اسپیکر! میں نے آج ایک question کیا تھا منسٹر صاحب نے ایک اُس کا جواب دیا تھا اُس جواب میں کوئی 22 کے قریب اُنہوں نے سپورٹس اسٹیڈیم یا ایسی چیزیں رکھی تھیں لیکن اُس میں کوئی ذکر نہیں تھا کہ حلقہ BP-31 میں یا اس کے گرد ونواح میں کسی سپورٹس اسٹیڈیم کا وہاں کوئی ذکر ہو۔ جناب اسپیکر! اگر آپ sports کے میدان آباد نہیں کریں گے تو لامحالہ hospitals آباد ہونگے۔ اور جب آپ sports کے میدان آباد نہیں کریں گے آپ بچوں کے لیے نوجوانوں کے لیے کھیل کُود کے اسٹیڈیم نہیں بنائیں گے تو اُس سے منشیات بڑھ جاتی ہے۔ بچے نوجوان سب منشیات کی جانب وہ راغب ہوجاتے ہیں۔ اور حکومت نے یقیناً بہت ساری ایسی چیزیں ہیں کہ حکومت کرسکتی تھی اس بجٹ میں جو ابھی پیش کیا گیا تھا جون میں، اُس بجٹ میں میرا آج کا جو question تھا اُس کے جواب میں منسٹر صاحب نے جو question number 620 میں نے پوچھا تھا 22 اُنہوں نے کہا ہے اُن 22 میں سے 10 ایسے sports complex مختلف اسٹیڈیم، جیم خانہ، gyms center، وہ علمدار روڈ کے لیے رکھے گئے ہیں۔ میں نے یہ question کیا ہے اس question کے جواب میں جناب منسٹر صاحب نے مجھے یہ سوال دیا ہے۔ اچھی بات ہے sports کا ہونا چاہیے ہر جگہ ہونا چاہیے علمدار روڈ پر بھی ہونا چاہیے اور باقی علاقوں میں بھی ہونا چاہیے لیکن مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا صرف ایک مخصوص علاقے میں sports ہو یا تمام کوئٹہ شہر میں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم سے کم ایک حلقے میں یا کسی اور جگہ کوئی sports کی وہاں پر اسٹیڈیم ہو۔ تو میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس قرارداد کو منظور کریں اور کم سے کم حلقہ پی بی 31 میں ایک بڑا sports stadium، وہاں زمین بھی پڑی ہوئی ہے میرا حلقہ انتخاب میں چار police کے training centre ہیں۔ کم وبیش ایک ہزار، پندرہ سو ایکڑ پر مشتمل یا اُس سے بھی زیادہ وہاں پولیس کے سینٹرز ہیں جنھوں نے ہزاروں ایکڑ پر اپنا سینٹرز بنائے ہیں۔ ٹھیک ہے، ہمیں پولیس کے سینٹر کے بھی ضرورت

ہے۔لیکن ہمیں اسکول وکالج کی بھی ضرورت ہے،ہمیں sports stadium کی بھی اپنے حلقہ انتخاب میں ضرورت ہیں۔ہمیں باقی positive چیزوں کی بھی ہمارے اپنے حلقہ انتخاب میں ضرورت ہیں۔تو مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں جناب اسپیکر تمام House سے کہ وہ اس قرارداد کو منظور کرائیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصراللہ خان زیرے صاحب۔جی سلیم صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ: جناب اسپیکر! یہ ایک اہم نوعیت کی قرارداد ہے میں بھی اس کا بالکل favour کرتا ہوں۔ یہ ہونا چاہیے اور گزشتہ تھی جام کمال صاحب کی سربراہی میں جو اُس نے کافی over-all بلوچستان میں sports complex رکھے۔اور اس کی بڑی پذیرائی بھی ملی اور ہونا بھی چاہیے نوجوانوں کے لیے بہت ہی اہمیت کی چیز ہیں۔کیوں کہ بغیر sports کے جس طرح میرے دوست زیرے صاحب نے تفصیلاً اس پر روشنی ڈالی تھی کہ sports ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہمارے نوجوان نسل کو بہتر راستے پر لاسکتی ہیں جہاں education لازمی ہے، جہاں اور چیزیں لازمی ہیں، وہاں sports کا ہونا بھی بے انتہاء لازمی ہے۔ میرے حلقے میں بھی sports complex بننے جارہا ہے تقریباً پانچ کروڑ کا جو boundary wall ہے وہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔لیکن سننے میں آیا ہے کہ کچھ statement ہم نے اپنے دوست کے بھی دیکھے، سنیں ظہور بلیدی صاحب شاید اس گورنمنٹ کی کوشش ہے اور خواہش ہے کہ یہ جتنے بھی sports کے complex بننے جارہے ہیں اِن سب کو ختم کیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ تربت میں بلیدہ میں میرے فاضل دوست کو ضرورت نہیں ہوگی وہ بے شک وہاں پر ختم کرے لیکن مجھے صحبت پور میں اپنے نئے نسل کے لیے sports complex کی اشد ضرورت ہے۔ میں اُس کو بالکل ختم نہیں ہونے دوں گا۔اول تو اُنہوں نے یہ اپنی جو بات کی ہے اُس پر دوبارہ کوئی statement دے کہ آیا یہ واقعی یہ ختم کرنے جارہا ہے۔اگر اس طرح کی بات ہے تو ہم کورٹ میں بھی جائیں گے لیکن ہماری جو چیزیں گزشتہ گورنمنٹ میں کی گئی ہیں اُن کو کسی بھی طریقے سے ہم سبوتاژ ہونے نہیں دینگے۔کیوں کہ یہ ایک نوجوان نسل کی future کی بات ہے تو بالکل میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور یہ بھی گزارش کروں گا کہ جو sports complex overall بلوچستان میں رکھے گئے ہیں اُن کو continue کیا جائے بیشک تربت اور بلیدہ میں ختم کیے جائیں، اگر اُنکو ضرورت نہیں ہے اُن کے نوجوان نسل کو ضرورت نہیں ہے تو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ سلیم کھوسہ صاحب۔آیا قرارداد نمبر 129 منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 129 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار رند صاحب۔

سردار یار محمد رند: sir میرا ایک بہت اہم issue ہے۔میرے district کا law and order کے حوالے سے میں اُس پر point of order پر کچھ بولنا چاہتا ہوں۔مجھے please اُس کے لیے اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی بات کریں۔

سردار یار محمد رند: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔مسٹر اسپیکر! میں اس وقت کچھی میں ایک جو حادثہ ہوا ہے ایک واقعہ ہوا ہے اُس حوالے سے ایوان کے فلور میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں اور میں آپ کے knowledge میں ایوان کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو ہم law and order کی بات کرتے ہیں امن و امان کی بات کرتے ہیں۔اور یہ کہتے ہیں کہ جہاں law and order جب تک ٹھیک نہیں ہوگا وہاں development نہیں ہوگی۔وہاں پر ترقی نہیں ہوگی۔مگر ہمارے یہاں موجودہ حکومت میں یہ جو نیا ابھی setup بنا ہے کوئی بیس دن پہلے ایک واقعہ ہوا ہے جس میں ایک آدمی نے جا کے زبردستی صدیوں بیٹھے اعوان گوٹھ کے اُس کے اوپر جا کے اُن کے اوپر camp بنایا چاروں طرف اُن کو گھیراؤ کیا۔اور اُن کو اُنہوں نے آ کے administration کو بھی بتایا، کمشنر کو بھی بتایا، DC کو بھی بتایا۔اور آخر آ کے مجبوراً اُن کی جب نہ سنی گئی اور چور اور ڈاکوؤں کو اشتہاری مجرموں کو چاروں طرف سے camp لگا کے اُن کو پانی، کھانا، پینا کیونکہ وہ کیوں ایسے تو نہیں ہیں کہ جہاں بور لگے ہوں، اُن کے تالاب ہوتے ہیں، گاؤں سے دُور جو برساتوں میں بھرے جاتے ہیں ۔اُن کے مال اُن کے مویشی اُن کے بچوں۔وہی کیا گیا جو ایک کربلا کا scene ہوتا ہے وہی وہاں پر create کیا گیا۔وہ غریب بھاگتے رہے، بولتے رہے، بتاتے رہے، بیان اخبارات میں دیتے رہے ۔مگر اُس کے باوجودہ ہماری ضلعی انتظامیہ اور خاص طور ڈویژنل کمشنریٹ نے کوئی اُس پر نوٹس نہیں لیا۔وہ سوشل میڈیا پر بھی چیختے رہے چلاتے رہے آخر مجبور ہو کے اُنہوں نے آ کے کوئٹہ پریس کلب میں پریس کانفرنس کی ۔کہ خدا کے لیے ہمیں بچایا جائے۔ہمارا جو محاصرہ ہے ہمیں یہ قتل کر دینگے ہمیں قتل کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں ہمارے فصل تیار ہیں ہمارے فصل لوٹے جائینگے۔مگر اُس کے باوجودہ اُس کا نتیجہ کیا نکلا بلوچستان کی سارے اخباروں میں اُن کی خبریں لگیں، media پر آئیں، سوشل میڈیا پر آیا سب کچھ ہوا۔مگر ہوا یہ کہ very next day اُن کے گاؤں پر حملہ کیا گیا۔اُن کے دو بندوں کو موقع پر قتل کر دیا گیا۔تین بندوں کو زخمی کر دیا گیا۔اُن کی فصل لوٹنے کی کوشش کی گئی۔مگر اُس پر ہوا یہ exactly وہ شخص جس نے یہاں پریس کانفرنس کی تھی فریاد کی تھی میڈیا میں آ کے پریس

کلب کے اندر، اُس کے بجائے اُس کے بھائی کو بھی قتل کیا گیا اور اُس کو خود کو بھی قتل کیا گیا۔ اور اُس کو فون کر کے پہلے بتایا گیا تھا ''کہ تم پریس کلب میں گئے ہو انشاء اللہ ہم تمہیں بتائیں گے کہ تمہارا انجام کیا ہوگا''۔ اگر یہی law and order کی situation صوبے کے اندر ہے اور ایک عام غریب آدمی محفوظ نہیں ہے، ایک بزرگ محفوظ نہیں ہے، ایک زمیندار محفوظ نہیں ہے، غریب زمیندار محفوظ نہیں ہے، طاقتور لوگ تو محفوظ ہیں کوئی کسی کے نزدیک نہیں جاتا۔ مگر اُن کی صدیوں پرانی زمینوں پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ اُن پر ظلم کا بازار گرم کیا جارہا ہے۔ حد یہ ہے سن لیں اب تک جو قاتل ہے جو main ملزم ہے جن کے اُوپر FIR کاٹی گئی ہے، وہ سارا دن CM house میں بیٹھا ہوا ہے ڈپٹی اسپیکر کے ساتھ بیٹھا ہے اُس کے very next day یہ واقعہ ہوتا ہے۔ یہ واردات ہوتی ہے عاصم کرد گیلو۔ مَیں proof دوں گا آپ کو۔ مَیں آپ کو proof بھیج رہا ہوں۔ وہی عاصم کرد گیلو ایک دن پہلے گورنر ہاؤس میں بیٹھا ہوا ہے ڈپٹی اسپیکر کے ساتھ بیٹھا ہے، اُس کے very next day یہ واقعہ ہوتا ہے، یہ واردات ہوتی ہے۔ اور جناب! آج تک مَیں اس ایوان کے توسط سے میڈیا کو بتانا چاہتا ہوں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، اِن معزز اراکین کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ظلم اور زیادتی دیکھ لیں کہ وہ روز CM house کے سامنے اُس کی گاڑیاں ہوتی ہیں، سیکریٹریٹ میں اُس کی گاڑیاں ہوتی ہیں۔ اور آج تک ایک آدمی بھی ایک قاتل بھی آج تک گرفتار نہیں ہوا۔ اور وہ شادیوں میں بیٹھے ہیں سوشل میڈیا پر ہے۔ روز اخبار میں آتا ہے کہ وہ فلانے سے مل رہے ہیں فلانہ سے مل رہے ہیں مگر قانون حرکت میں نہیں آتا۔ اس لیے کہ گورنمنٹ اُس کو support کر رہی ہے گورنمنٹ اُس کی مدد گار ہے۔ اور وہ اُس کو گرفتار کرنا نہیں چاہتی۔ اب اور چھوڑ دیں، ابھی تک نہ investigation ہوئی ہے نہ گرفتاری ہوئی ہے۔ CM house سے order گئے ہیں home department میں ''کہ اُس case کی انکوائری کچھی سے نکال کے یہاں کرائم برانچ میں لائی جائے''۔ تاکہ بہتر طریقے سے اُس case کو ختم کیا جائے۔ اُن غریبوں کے خون بہا اُن کا جو خون ہے اُس کو رائیگاں جانا چاہیے۔ مَیں، یہ آپ سے request ہے پورے ایوان سے کہ آیا کیا اس طرح سے اس صوبے کے اندر اتنی بڑا ظلم اور استحصال ہوگا؟ یہ کس طرف جارہے ہیں چیف منسٹر صاحب!؟ ہوسکتا ہے، آپ بہت طاقتور ہو۔ مگر وہ بہت غریب ہیں مگر غریب کی بھی آہیں ہوتی ہیں۔ ایک دن اُن کی آہیں اور اُن کی بددُعائیں تمہارے اِس معزز جو اِتنا بڑا چیف منسٹر ہاؤس ہے، اِس کو بھی ہلا کے رکھ دیں گی۔ اور ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کا اگر یہی رویہ رہا تو ہم پھر مجبور ہونگے اپنے لوگوں کے ساتھ، اپنے ووٹروں کے ساتھ، اپنے سپورٹروں کے ساتھ اور پھر ہمیں مجبوراً عدالتوں میں بھی جانا پڑے گا، روڈ میں بھی جانا پڑے گا۔ ہوسکتا ہے کہ کل ہم اپنے حق کے لیے آپ کے

اسمبلی کا دروازہ بھی کھٹکھٹائیں۔ اور میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں اور پورے بلوچستان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس قتل کے پیچھے پوری طرح سے صوبائی حکومت اُس کی مدد کر رہی ہے۔ میں یہ ثبوت دکھاؤں گا کہ ایک دن پہلے اُن قاتلوں کا وہ گورنر کے ساتھ بیٹھے ہیں ڈپٹی اسپیکر کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور very next day یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہم اِس سے کیا سمجھیں کہ آیا اُس کو گورنر صاحب کی، ڈپٹی اسپیکر صاحب کی اعانت حاصل تھی؟۔ دوسرے دن وہ CM ہاؤس میں بیٹھا ہوتا ہے قتل ہونے کے بعد، سیکریٹریٹ میں وہ خود گھوم رہا ہوتا ہے۔ کیا اِس ملک کے اندر کالا قانون ہے؟۔ کیا چند لوگوں کے پاس جن کے پاس پیسہ ہو، اختیار ہو، طاقت ہو، اُن کو اختیار ہو کہ وہ غریب لوگوں کو قتل کرے۔ اور اُن کی زمینیں، اُن کے گھر، اُن کی جائیدادیں، جہاں اُن کے سات پُشتوں کی قبریں ہیں، اُن کو وہاں سے ہٹا دیا جائے۔ میں آپ سے request کرتا ہوں کہ کوئی گورنمنٹ کا اگر یہاں نمائندہ ہے تو مجھے بتائے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے، کس لیے ہو رہا ہے اور قاتل کیوں گرفتار نہیں ہو رہے ہیں؟۔ اور اُس پر سونے پر سہاگہ کہتے ہیں ہمارے کمشنر نصیر آباد نے احکامات جاری کیے ہیں کہ قاتلوں کی جو بکریاں ہیں ناں وہ recover کر کے دی جائیں۔ اور جو فصل ہے، وہ عاصم کرد گیلو کے حوالے کیا جائے۔ یہ ہمارے کمشنر صاحب کے order ہیں، کمشنر نصیر آباد سعید جمالی کے۔ مَیں اِس House سے کہتا ہوں کہ ایک inquiry constitute کی جائے، House اُن کو order کرے کہ ایک غیر جانبدار، ایک honest officer کو Inquiry officer مقرر کیا جائے تا کہ اُن غریبوں کا بیگناہ خون نہ بہے۔ 302 کی FIR کٹی ہے۔ تین آدمی قتل ہوئے ہیں دو زخمی ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جی fair اور impartial inquiry ہونی چاہیے ہم کہتے ہیں کہ ہونی چاہیے۔ ہم تو چاہتے ہیں۔ مگر fair and impartial اب 20,25 دن گزر گئے ہیں آج تک ایک قاتل گرفتار نہیں ہوا ہے یہ ہے صوبے کی حالت؟۔ یہ صوبے کے اندر انصاف ہو رہا ہے۔ اور اُس کی سرپرستی کرنے والا کون ہے ایک گورنر اور دوسرا چیف منسٹر۔ بہت بہت شکریہ آپ کا۔ مَیں یہ نوٹس میں لانا چاہتا تھا آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ یہ صورتحال ہے میرے صوبے کی۔ اور مہربانی کر کے اِس پر رولنگ دی جائے تا کہ اُن کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار رند صاحب۔ اسمبلی کی طرف سے یہ اُن کو جو ہے جتنے concerned محکمے ہیں، اُن کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ fair طریقے سے انکوائری کرائی جائے۔ جو قتل میں ملوث ہیں اُن کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مورخہ 30 نومبر 2021ء کی نشست میں چیئرمین کی جانب سے دئے گئے رولنگ کی

روشنی میں محکمہ کلچر اور پی پی ایچ آئی کی جانب سے جوابات موصول ہو چکے ہیں جو محرکین کے سامنے table کر دیے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اُس دن مَیں نے یہ point اُٹھایا تھا، جس کی آج یہ report اسمبلی میں table کیے، culture department والوں نے۔ جناب والا! اِس report کو بھی اگر آپ غور سے پڑھ لیں تو culture department کی بدنیتی اِس report سے بھی آپ کو صاف ظاہر ہوگی۔ culture department یہ اُوپر کا پہلا پیرا جو ہے اُس میں وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اس میں کوئی سچائی نہیں ہے۔اس کو جو آرٹ گیلری ہے، اس کو ختم نہیں کر رہے ہیں ہم لوگ۔ دوسری طرف وہ لکھتا ہے کہ تیس بائی ساٹھ کا ایک ہال ہے جو آرٹ گیلری کے لیے ناکافی ہے۔ پھر آگے چل کے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو 2019ء میں قائداعظم لائبریری کی extension کی گئی، اُس میں یہ جو آرٹ گیلری ہے، وہ upstair ایک چھوٹا سا ہال رہ گیا ہے۔تیسری جانب وہ یہ کہتا ہے کہ اس میں جو لائبریری ہے، اُس میں 14900 registered students ہیں اِس جناح روڈ پر۔تو بجائے اسکے کہ وہ اس culture department کو بھی ختم کر کے اس میں 14900 students کی تعداد کو مزید extend کر لیں۔ایک تو جناح روڈ ہے، already وہاں پر ٹریفک کے مسائل ہیں۔ پھر یہ 14900 students آتے ہیں اِن کے ساتھ موٹر سائیکلیں ہوتی ہیں اِن کے ساتھ سائیکل ہوتے ہیں ان کے ساتھ گاڑیاں ہوتی ہیں تو اِن کی پارکنگ یہ 14900 لوگوں کی جناح روڈ پر آپ اس کی arrangement کیسے کرینگے؟۔ایک وہ۔آپ پوری report کو پڑھ لیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے آرٹ گیلری کے لیے ہم نے 2020-21ء کی بجٹ میں ہم نے PSDP میں ڈالا تھا۔ہم کہیں اور آرٹ گیلری بنانے جا رہے ہیں۔ کہاں پر بنانے جا رہے ہیں، اُس کا کوئی ذکر نہیں ہے، زمین available نہیں ہے اُس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ زمین acquire کی ہے نہیں کی ہے اُس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ پھر 2020-21ء میں جو PSDP میں پیسے رکھے گئے تھے آیا وہ tender ہو گئے execution کی process میں ہے یا نہیں ہے۔آیا اُس پر کام ہو رہا ہے یا نہیں ہے۔ پھر 2021-22ء کا جو بجٹ ابھی آیا اُس PSDP میں یہ اسکیم ابھی تک reflect ہے یا نہیں ہے۔اُس کا کوئی اُس نے ہمیں کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا ہے۔آپ اس پورے اس کو وہ کر لیں شروع کے دو چار لائنوں میں اُس میں اُس نے deny کیا ہے کہ اس طرح کا کوئی وہ نہیں ہے اس میں سچائی کوئی نہیں ہے۔ آخر میں وہ کہتا ہے کہ اس طرح کا plan نہیں ہے۔لیکن بیچ کا پورا اس کا portion پڑھ لیں اُس نے پورے justification دینے کی

کوشش کی ہے اس بیچ والے دو پیراز ہیں اُس میں کہ آرٹ گیلری کو ہم کیوں یہاں سے shift کرنا چاہ رہے ہیں۔ بیچ والے پیرا میں وہ justification دینے کی کوشش کررہا ہے اس کو shift کرنے کے لیے۔ اور اُوپر اور نیچے وہ denial ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِنہوں نے وہ bureaucratic tactics استعمال کر کے اسمبلی کو گمراہ کرنے کی کوشش کی اور اسمبلی سے حقیقت چھپانے کوشش کی ہے لہٰذا اس لیے میرا آپ جناب اسپیکر سے ایک request ہے کہ ہم اس report سے قطعی بحیثیت محرک سے میں مطمئن نہیں ہوں آپ ایک رولنگ دے کہ سیکریڑی کلچر، اور آرٹ گیلری کے اُن تمام عہدیداروں کو اکٹھے بلا کے جو لوگ آرٹ گیلری کے ساتھ وابستہ ہیں اُن کو بھی آپ اسمبلی میں طلب کرلے سیکریڑی کلچر کو بھی آپ اسمبلی میں طلب کرلیں اور وہ نیچے آخری لائن میں وہ پھر یہ کہتا ہے کہ اگر ہم اس کو یہاں سے آرٹ گیلری کو ختم بھی کرینگے تو ہم concern minister کے approval سے ہی ختم کریں گے۔ تو لہٰذا جناب والا یہ جو ہے یہ انتہائی گول مول قسم کی اسمبلی کو گمراہ کرنے کی ایک کوشش کی گئی ہے department کی طرف سے لہٰذا اس report کو ہم قطعاً نہیں مانتے اور اس report کے حوالے میں قطعاً مطمئن نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے اختر حسین لانگو صاحب! اِس پر جو ہے concern secretary اور جتنے محکمے کہ آفیسران ہیں اُن کو اسمبلی طلب کیا جاتا ہے۔ date پھر بعد میں ہم لوگ بتادینگے decide کرکے، کیوں کہ کچھ دن میری مصروفیات ہیں۔ جی مینگل صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر صاحب! انتہائی افسوس کی بات ہے بلوچستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ ٹیکنالوجی خضدار کے طالب علموں کی اور نئے انجینئرز کے جو سکالرشپ ہیں، اُس کو بند کیا گیا ہے۔ اس وقت یہ اسکالرشپ پورے پاکستان میں تمام صوبوں میں جو ہے طالب علموں کو دیا جاتا ہے۔ لیکن حال ہی میں ایک فیصلہ ہوا ہے۔ اُس میں طالب علموں کی سکالرشپ بند کی گئی ہے جس کی وجہ سے وہاں پر ہڑتال ہے اور کلاسز نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ اُن کا بنیادی حق ہے۔ صوبے کے دور دراز علاقوں سے ہمارے بچے وہاں پر جاتے ہیں پڑھتے ہیں کوئی بہت بڑی رقم اُن نہیں جاتی۔ مہینہ کی کوئی تین سے پانچ ہزار کی رقم جاتی ہے۔ لیکن صوبائی حکومت نے اُن کو بند کیا ہے میں سمجھتا ہوں اس کو فوری طور پر کھولنا چاہیے یہ اُن کا حق بنتا ہے۔ غرباء ہیں غریب ہیں afford نہیں کر سکتے دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔ ہاسٹلوں میں رہتے ہیں تو اس کے لئے بھی باقاعدہ طور پر آپ ایک رولنگ دے دیں تاکہ یہ جو سکالرشپ بند ہے یہ بحال ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اکبر مینگل صاحب۔ جی کس متعلق بات کرنا چاہتے ہیں آپ۔

سید عزیز اللہ آغا: point of order پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک بار یہ ایک قرارداد ہے میرا خیال ہے اس کے بعد پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب سلیم احمد کھوسہ صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 130 پیش کریں۔اس پر ایک بار جو ہے میرے خیال سے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں اکبر مینگل صاحب کی تائید کرتا ہوں اس سے متعلق اسکالرشپ کا ایک اور پروگرام ہے اُس کو بھی بند کیا گیا ہے دونوں پر آپ پھر رولنگ دے دیں۔پھر میں اُس پر بولوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیکھئے وہ اسکالرشپ جس کی آپ بات کر رہے ہیں وہ وفاق میرے خیال سے سینٹ میں۔

میر اختر حسین لانگو: صوبے کے بی ایم سی کے ہوگئے انجینئرنگ یونیورسٹی کے ہوگئے آئی ٹی یونیورسٹی کے یہ ڈائریکٹریٹ سے جو میرٹ کی بنیاد پر بچوں کی سیٹیں ہوتی ہیں۔یہ ڈائریکٹریٹ اسکالرشپ ہیں۔ یہ provincial اسکالرشپ یہاں ہر سال اُن بچوں کو ملتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہ زیرے صاحب! کسی اور چیز کی بات کر رہے ہیں HEC۔

میر اختر حسین لانگو: اس پر آپ رولنگ دے دیں HEC جناب والا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں زیرے صاحب جو بات کر رہے ہیں۔وہ HEC کے اسٹوڈنٹس ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: وہ زیرے صاحب الگ بات کر رہے ہیں۔لیکن یہ جو انجینئرنگ یونیورسٹی والے ہیں یہ provincial directorate کے اسکالرشپس ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیکھیں ابھی اگر حکومت سے یہاں کوئی بیٹھا ہوتا تو وہ بتاتا کہ اسکالرشپ کے حوالے سے اُن کے کیا اقدامات ہیں۔ابھی تو یہاں۔

میر اختر حسین لانگو: سلیم کھوسہ صاحب اٹھ گئے اُن کے دور میں بند ہوئے تھے سلیم صاحب جواب دینگے۔

میر سلیم احمد کھوسہ: اتنا ذمہ دار بندہ بیٹھا ہوا ہے اریگیشن کا میرے خیال میں جواب دے دے گا۔

میر محمد خان لہڑی (وزیر آبپاشی): ہمارے جو مخلص دوست نے اٹھایا ہے اسکالرشپ کے حوالے سے کیوں کہ متعلقہ منسٹر نہیں ہیں یہاں پر، اگر وہ ہوتے تو بہتر جواب دے دیتا۔کیونکہ نئی گورنمنٹ کو بنے ہوئے ابھی تک portfolios دس دن ہوئے اُن کو ملے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ویسے وزیر صاحب نظر نہیں آ رہے۔آپ آجاتے ہیں اس اجلاس میں وہ بالکل غیر حاضر

ہیں، پورے session میں۔

وزیرآبپاشی: تو آپ رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے آج آخری اجلاس ہے next session میں دیکھتے ہیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سلیم احمد کھوسہ آپ قرارداد نمبر 130 پیش کریں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: قرارداد سے دومنٹ صرف اس سے پہلے ایک اہم issue ہے۔جو سردار صاحب نے بات کی تھی کمشنر نصیر آباد ڈویژن کے حوالے سے۔مَیں دومنٹ صرف جناب اسپیکر صاحب آپ کا لوں گا۔یہ میرے خیال میں واحد کمشنر ہے نصیر آباد ڈویژن کا جو 21 گریڈ میں کمشنر بیٹھا ہوا ہے۔میرے خیال میں پاکستان میں کہیں بھی 21 گریڈ کا شاید کمشنر نہ ہو۔اگر ہے تو شاید اپوزیشن والے بہتر بتا سکتے ہیں۔میرے خیال میں اس کمشنر صاحب کو خاص طور پر ایک task دے کر بٹھایا گیا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: یہ اِن کے دور میں بھی بیٹھا تھا۔ end میں بھی میرے خیال سے دومہینے پہلے اِن کو نکال دیا گیا تھا، واپس آ گئے۔یہ اِن کے دور میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔

میر سلیم احمد کھوسہ: نہیں، جب وہ 21 گریڈ میں پروموٹ ہو گئے تھے اُس کا ٹرانسفر ہو گیا تھا ایسی بات نہیں ہے۔میرے خیال میں اُس کو شاید خاص ایک task دیا گیا ہے جو unsettle زمین ہے نصیر آباد ڈویژن کی، جو شہر جسے کہتے ہیں ڈیرہ مراد جمالی 5550 ایکڑ گورنمنٹ کی ہے۔جو آج کے دن میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ ان کی سرپرستی میں، مَیں اِس لیے کہوں گا جناب اسپیکر صاحب کیوں کہ اس surrounding جہاں کمشنر کا آفس ہے، جہاں کمشنر کا گھر ہے اس کے پیچھے آج کے دن میں دیواریں لگ رہی ہونگی۔شاید اِسی task کے لیے اِس کو بٹھایا گیا ہے۔میری گزارش ہوگی اس پر بھی ایک انکوائری ہونی چاہیے آپ کی طرف سے کوئی کمیٹی ہونی چاہیے کہ یہ گورنمنٹ کی زمین ہے۔اِس طرح تو کم سے کم ایک آفیسر وہاں بیٹھ کر 21 گریڈ کا کمشنر اور اس طرح کے کام کر رہا ہے اور یہ بہت غیر مناسب ہے۔اِس کو دیکھنا چاہئے۔گورنمنٹ اگر یہاں پر revenue منسٹر صاحب ہوتے تو زیادہ اور بہتر طریقے سے بتا سکتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **قرارداد نمبر 130۔**

میر سلیم احمد کھوسہ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ہرگاہ کہ ڈیرہ اللہ یار سے مین صحبت پور روڈ 2005ء میں ایشیئن ڈویلپمنٹ بینک کے تعاون سے عام ٹریفک کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ اور سال 2010ء اور 2012ء

کے سیلاب کے باعث مذکورہ روڈ سخت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا ہے۔جس کی تعمیر اور مرمت کی بابت حکومت کی جانب سے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے گئے ہیں۔لیکن اس کے باوجود مذکورہ 38 کلومیٹر طویل روڈ کو بھاری مشینری، ریت سے لدے ڈمپر، پتھر سے لدے ٹرک اور مختلف اشیاء کی نقل وحمل کے لئے مستقل بنیادوں پر کچھی کینال پروجیکٹ کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔روڈ کی تعمیر ومرمت کی مینٹیننس نہ ہونے کی بابت اس روڈ کی حالت انتہائی خراب اور اس پر سفر کرنا محال ہوگیا ہے۔اکثر اوقات اس روڈ پر حادثات بھی رونما ہوئے ہیں جس کی وجہ سے علاقہ مکینوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ڈیرہ اللہ یار سے مین صحبت پور روڈ جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے کی تعمیر ومرمت کے لئے فوری طور پر عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ علاقہ مکینوں کو درپیش مشکلات کا ازالہ ممکن ہوسکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 130 پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: جناب اسپیکر صاحب! یہ 2005ء میں ایشین بینک ڈویلپمنٹ کے فنڈ سے یہ تعمیر ہوا تھا حیردین سے لے کر اوستہ محمد تک۔اور ڈیرہ اللہ یار سے لے کر صحبت پور اور حیردین تک تقریباً 38 کلومیٹر ہے۔یہ ایک ہمارا ہی پروجیکٹ ہے اِس صوبے کا پروجیکٹ ہے اپنا کچھی کینال اور اُسکے لئے اب یہ روڈ استعمال کیا جارہا ہے اُس کے وہاں پر جو مشینریز ہیں، heavy مشینریز لے کر جارہے ہیں۔یہ روڈ basically farm to market روڈ بنا تھا۔اس کی capacity میرے خیال میں اسپیکر صاحب! شاید 15 سے 20، یا 25 ٹن کا جو لوڈ ہے وہ برداشت کرسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں جو آجکل مشینری یہاں سے گزر رہی ہے وہ تقریباً 80 سے 90 ٹن کے قریب ہے۔جس سے یہ روڈ day by day خستہ حال اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہورہا ہے۔ اور اسی روڈ کو دو سیلاب کا بھی سامنا رہا ہے 2010 اور 2012 بلکہ جعفرآباد صحبت پور پورا علاقہ damage ہوا تھا اس سیلاب سے۔ تو میری ایک گزارش ہوگی جناب اسپیکر صاحب! اس ایوان کے توسط سے آپ سے کہ یہ تو کیونکہ وہ بھی ہمارا ہی پروجیکٹ ہے اسی بلوچستان کا ہے وہاں سے بھی ایک کینال بنے گا پورا علاقہ ہمارا سیراب ہوگا علاقہ ہمارا بہتر ہوگا خوشحالی آئے گی سرسبز ہوگا۔کیونکہ یہ روڈ اگر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا تو ہمارے لوگوں کے لئے بڑی مشکلات ہوجائیں گے۔اِسی روڈ کو استعمال کرتے ہوئے ہمارے لوگ نصیرآباد جاتے ہیں۔جعفرآباد جاتے ہیں۔سندھ کی طرف travel کرتے ہیں۔اسی طرح کوئٹہ کی طرف آتے ہیں اور خدانخواستہ کوئی بیماری کی صورت میں فوری طور پر جو بہتر اسپتال ہیں نزدیک وہاں پہنچ جاتے ہیں۔کراچی چلے جاتے ہیں اسی روٹ کو استعمال کرتے ہوئے۔لیکن یہ heavy جو لوڈ جارہے ہیں۔اس سے خدشہ یہ ہے کہ یہ فوری طور پر ٹوٹ پھوٹ

کا شکار ہو جائیگی۔ یا تو گورنمنٹ آف بلوچستان اس بات کو ensure کرے کہ اس کو rehabilitation کرے گا۔ اس کا میں نے cost بھی بنوایا تھا تقریباً ایک ارب سے زیادہ جا رہا ہے۔ اب سی اینڈ ڈبلیو کے منسٹر صاحب نہیں ہیں، نہیں تو، میری گزارش یہ ہے یہ بیشک یہاں سے لوڈ جائیں لیکن اس کو divide کیا جائے۔ اور چھوٹے ٹرکس کے ذریعے لے جائیں تا کہ یہ روڈز بھی ہمارا disturb نہ ہو، damage نہ ہو اور کچھی کینال کا بھی کام چلتا رہے۔ اسی طرح اس روڈ پر ایک اور بھی بوجھ ہے اُوچ کا۔ او جی ڈی سی ایل والے اس کو استعمال کرتے ہیں اسی روڈ کو۔ وہاں اُن کی بھی بڑا heavy مشینری یہاں سے گزرتی ہے۔ نہ آج تک کچھی کینال والوں نے اس پر ایک روپے کا کام کیا نہ او جی ڈی سی ایل والوں نے۔ تو میری یہ گزارش ہوگی اس ایوان سے کہ اس قرارداد کو پاس کیا جائے تا کہ گورنمنٹ اس پر کوئی مطلب کہ عملی طور پر کوئی step اٹھاتا، تا کہ لوگوں کو تھوڑی سی ریلیف مل سکے، otherwise ہمارے لیے بڑی مشکلات ہوں گی۔ farm to market بھی ہم اپنی چیزیں نہیں پہنچا سکیں گے کیونکہ اسی روڈ سے دو سے ڈھائی لاکھ کی آبادی ہے۔ شالی بھی یہاں سے گزرتی ہے۔ ہمارا گندم بھی یہاں سے گزرتا ہے۔ ہمارا چنا بھی یہاں سے گزرتا ہے۔ اور بھی زندگی کے بہت ساری جو چیزیں ہیں ضروریات کی وہ بھی اسی روڈ سے گزرتے ہیں، تو میری یہی گزارش ہوگی اس ایوان کو اس قرارداد کو پاس کیا جائے تا کہ اس کو بہتر طریقے سے گورنمنٹ اس پر کوئی ایکشن لے سکے۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ آغا صاحب! آپ قرارداد پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جی نہیں، میں point of order پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک بار قرارداد ہو جائے اُس کے بعد پھر۔

سیّد عزیز اللہ آغا:۔ چلیں۔

میر اختر حسین لانگو: sir اس میں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں دو چار باتیں کروں گا سلیم بھائی نے جو قرارداد لائی ہے یہ صرف سلیم صاحب کے علاقے یا صحبت پور والے روڈ کا مسئلہ نہیں ہے یہ over-load کا مسئلہ بلوچستان کے تمام سڑکوں کو درپیش ہے۔ کوئٹہ کراچی کی جو روڈ ہے وہ بھی سلیم صاحب کو بھی پتہ ہے اس وقت جو اُس وقت NHA نے بنائی تھی 30 ٹن کے لیے design تھا۔ لیکن یہاں سے ساٹھ ساٹھ، ستر ستر ٹن کی truck بھی گزر رہے ہیں۔ اور باقی جتنے ہمارے interior کے روڈز ہیں اُن تمام کی حالت یہی ہے۔ سلیم صاحب کو چاہیے تھا کہ اس میں اپنے دور میں تھوڑا سا اسمیں improvement یہ کوئی کام اس میں کر لیتے تین سال میں۔ لیکن جناب والا جن مشنری کی سلیم صاحب بات کر رہے ہیں وہاں سے گزر رہے ہیں وہ کچھی کینال

پروجیکٹ کی ہے۔ہم نہیں چاہتے اُس heavy مشینری کی وجہ سے یہ اُس علاقے کے لوگوں کے assets ہیں۔وہ روڈز damage ہوجائیں یا اُس علاقے کے لوگوں کے مشکلات کا باعث بنے۔لیکن سلیم صاحب چونکہ اُس علاقے سے ہیں۔سلیم بھائی اگر ایک اور suggestion اس کے ساتھ ساتھ دے دیتے۔کہ کچھی کینال بھی ایک بہت بڑا project ہے۔اور کچھی کینال سے جو economic ڈویلپمنٹ ہوگی بلوچستان میں وہ کچھی کی لاکھوں ایکڑ زمینیں اُس سے سیر آب ہوں گی۔جتنی پٹ فیڈر کینال سے آبادی ہوتی ہے۔پٹ فیڈر کینال کی وجہ سے جو خوشحالی اس region میں ہے۔اگر کچھی کینال بھی ڈویلپمنٹ ہوجاتا ہے اور کچھی کینال وہ آکے اپنے جو اُس کا route ہے اور کچھی تک وہ پہنچتا ہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ پٹ فیڈر سے زیادہ یہاں پر زمینیں بھی لوگوں کی ہیں اور پٹ فیڈر سے زیادہ یہاں پر خوشحالی بھی آئیگی اور آبادی بھی آئیگی اور بلوچستان ایک revenue بھی generate ہوگا۔تو سلیم صاحب سے میری ریکویسٹ کہ چونکہ۔سلیم صاحب!مَیں اس کی حمایت میں ہوں۔لیکن اس میں جناب اسپیکر تھوڑا سا suggestion بھی سلیم صاحب دے دیں کہ کچھی کینال کی مشینری کیلئے وہ کونسا رُوٹ استعمال کریں تاکہ اس سے اِس روڈ کی جو خدشات ہیں روڈ کے حوالے سے، یہ روڈ بھی محفوظ رہے اور ہمارا وہ پراجیکٹ بھی suffer نہ کرے۔بس اتنی میری درخواست ہے بہرحال ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: جناب اسپیکر صاحب میں نے جو اپنی سپیچ کی اگر یہ سن لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔میں نے اس میں یہی گزارش کی کہ یہ بھی ہمارا ہی پراجیکٹ ہے اور اس سے ایک بہت بڑی آبادی جو ہے وہ آباد ہوگی۔میں نے یہی کہا کہ جو اتنا بڑا لوڈ ہے اس کو divide کیا جائے چھوٹے trucks کے ذریعے لیجائیں یہ تو میں نے کہا ہے بھائی میرے۔۔۔

میر اختر حسین لانگو: سلیم صاحب!میں نے اس پر اعتراض نہیں کیا ہے۔میں نے آپ کی باتوں پر اعتراض نہیں کیا ہے،آپ نے میری بات سنی نہیں میں نے کہا کہ اس مشینری کیلئے کوئی alternate route آپ لوگ کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ cross-talk چھوڑ دیں۔order in the House (مداخلت۔شور) سلیم کھوسہ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ لانگو صاحب!میں سمجھ گیا ہوں آپ تشریف رکھیں۔آپ دونوں تشریف رکھیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: اس سے بھی ہمارا نصیر آباد ڈویژن آباد ہوگا ہمارا علاقہ آباد ہوگا۔بلکہ ہماری زمینیں بھی آباد

ہوں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں سلیم کھوسہ صاحب۔ میرے خیال سے قرارداد کی طرف آتے ہیں آپ دونوں کا idea ایک ہے مگر آپ دونوں نے ایک دوسرے کو سنا نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 130 منظور کی جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 130 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مجلس قائمہ کی اتفاقیہ خالی اسامی کو پُر کیا جانا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور! مجلس قائمہ کی خالی اسامی کو پُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں ۔ جی خلیل جارج۔

جناب خلیل جارج بھٹو (پارلیمانی سیکرٹری): جناب اسپیکر شکریہ۔ اگر اس سے پہلے دو منٹ آپکی اجازت سے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں ایک بار یہ کر دیں، دو منٹ اس کے بعد پھر آپ کو اجازت دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری: آپ کا حکم ہوا اسپیکر صاحب۔ مَیں خلیل جارج، پارلیمانی سیکرٹری، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت ملک نصیر احمد شاہوانی رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائمہ برائے محکمہ ماحولیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بورڈ آف ریونیو اینڈ ٹرانسپورٹ کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا ملک نصیر احمد شاہوانی کو کو مجلس قائمہ برائے محکمہ ماحولیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ آف ریونیو اینڈ ٹرانسپورٹ کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب! public importance پر مَیں sir بات کرنا چاہتا ہوں کہ کیونکہ شاید اس کے بعد سیشن کرسمس کے بعد آئے۔ سر روایت رہی ہے پچھلے سالوں میں کہ جب بھی کرسمس آتا ہے، تو اُن کو ایک چھٹی بھی ایڈوانس دی جاتی ہے۔ اور اُس کے علاوہ اُن کو تنخواہ بھی ایڈوانس دی جاتی ہے۔ لیکن ابھی سر گزارش آپ سے یہ ہے کہ ایڈوانس تنخواہ تو دُور کی بات ہے اُنکو اُن کے پچھلے مہینے کی بھی تنخواہ نہیں ملی بلدیات میں۔ تو مَیں گزارش کرتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہ ان کی تنخواہیں ریلیز کریں اور جوان کی ایڈوانس تنخواہ ہے اس کو بھی

یقینی بنایا جائے۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ رولنگ دیدیں کہ meximum اور minimum دس تاریخ تک ان کو یہ تنخواہیں مل جائے تاکہ وہ غریب لوگ ہیں اپنی عید کو منانے کیلئے ان کو ٹائم چاہیے ہوتا ہے تو دس تاریخ تک اگر یہ تنخواہیں اس سے پہلے مل جائیں تو بہت اچھا ہے پرانی تنخواہ اور نئی ڈال کے تو یہ میری گزارش ہے کہ آپ اس پر کائینڈلی رولنگ دیدیں یا ان کو بلا کے کہہ دیں کہ ان کی تنخواہیں دیدی جائیں۔ تاکہ یہ بلدیات کا میٹر ہے وہ ویسے بھی ہڑتال پر ہیں اور شاید حالت کافی آپ دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ خدمت گزار لوگ ہیں ان کا تو خیال ان کو پہلے ہی رکھنا چاہیے۔ تو اگر نہیں رکھ سکتے ہیں تو کم از کم ان کی جو اُجرت ہے وہ مہینے کی، وہ دی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ خلیل جارج صاحب۔ یقیناً اُنکو تنخواہ وقت پر ملنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر! واللہ عالم، مَیں اِس چیز کو اہلیان پشین کی خوش قسمتی سمجھوں یا بدقسمتی، کل بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ جناب جام کمال صاحب پشین کے دورے پر آئے۔ جن کو دیکھنے کیلئے ساڑھے تین سال ہماری آنکھیں ترستی رہیں۔ لیکن اِن ساڑھے تین سالوں میں ہم جام صاحب کا دِیدار نہ کرسکے۔ لیکن حکومت سے محرومی کے بعد، وزارت اعلیٰ سے محرومی کے بعد جناب جام کمال صاحب کو جو میرے لئے انتہائی respected ہیں، بہت ہی قابل احترام ہیں، اُنہیں پشین یاد آیا اور پھر پشین میں حلقہ پی بی 20 جو میرا حلقہ ہے، وہ یاد آیا۔ خدا خبر وہ حقائق جام صاحب کو بھی معلوم ہیں کہ انہوں نے حکومت سے محرومی کے بعد میرے گاؤں کا کیوں رُخ کیا، یہ وجوہات اپنی جگہ پر موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب! آپ کو تو خوش ہونا چاہیے، بلوچ اور پشتون تو بہت مہمان نواز ہوتے ہیں؟۔

سیّد عزیز اللہ آغا: اِس میں کوئی شک نہیں، اگر وہ صرف کھانا کھانے کیلئے آتے تو مَیں اُنہیں ایک پُرتکلف ظہرانہ دے سکتا تھا۔ لیکن آمد کے پیچھے جو محرکات کارفرماء تھے، مجھے اُن سے اختلاف ہے۔ مسئلہ یہ ہے جام صاحب اگر صرف کھانا کھانے کیلئے آنا چاہتے ہیں most welcome مجھے ابھی date دیں میں یہیں فلور پر اعلان کرتا ہوں کہ ساری اسمبلی آپ کیساتھ حرمزئی میں آپ میرے مہمان ہیں۔ لیکن کھانے کی آڑ میں اسکیموں کا افتتاح کرنا، وہاں رِبن کاٹنا، کرکٹ گراؤنڈ یا کرکٹ اسٹیڈیم اور وہ بھی خود ساختہ، نامعلوم کس کی زمین ہے۔ نامعلوم کونسا گراؤنڈ ہے، نامعلوم جام صاحب آپ کو کون وہاں لیکر گیا اور کیوں لیکر گیا، کس مقصد کیلئے لے کر گیا ؟۔ واللہ عالم، جام صاحب خود بتاسکتے ہیں۔ لیکن ایک بات میں I want to explain this point. وہ یہ کہ بلوچستان کے موجودہ وزیر اعلیٰ ہمیں یہ یقین دہانی کراچکے ہیں کہ بلوچستان کے ہر ہر حلقے کا ایم پی اے اپنے

حلقے میں چیف منسٹر کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ پی بی 20 میں میرے ہوتے ہوئے کوئی شخص آئیندہ اس غرض سے اور اس تصور کیساتھ میرے حلقے میں قدم نہ رکھے کہ وہ میری اسکیموں کا افتتاح کریگا۔ میں اس چیز پر جام صاحب سے اوران کیساتھ جو لوگ سرکاری عہدہ رکھتے ہوئے وہاں موجود تھے، اس پر پرزور احتجاج کرتا ہوں اور یہ امید رکھوں گا بجا طور پر کہ اگر آپ نے یہ سوچ رکھی ہے کہ بلوچستان اور بلوچستان اسمبلی، اُس میں بولنے والے اور اُس میں حقائق سے پردہ اُٹھانے والے موجود نہیں۔ تو یہ میرے خیال میں غلط فہمی ہے۔ میں آنرایبل فلور پر اس بات کو واضح کردینا چاہتا ہوں کہ پی بی 20 سے تعلق رکھنے والے تمام اسکیمات، اُنکی authorization وہ حلقہ کے ایم پی اے کے حوالے ہو چکی ہیں۔ اِس لئے آئندہ کے لئے کوئی شخص اُن اسکیموں کا افتتاح کرنے کے لئے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سیّد عزیز اللہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: مجھے تھوڑا وقت دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا point ریکارڈ ہو گیا میرے خیال سے اسمبلی کی کاروائی کی طرف آتے ہیں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: مجھے تھوڑا سا وقت دیدیں۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مختصر مختصر۔

سیّد عزیز اللہ آغا: ایک دو منٹ مجھے دیدیں جناب اسپیکر۔ ہم بلوچستان کے لوگ روایات رکھتے ہیں ہمارے انتہائی اہم اور بہت تابناک روایات ہیں، سیاسی حوالے سے بھی، قبائلی حوالے سے بھی، معاشرتی حوالے سے بھی۔ اگر ہم اُن روایات کو پس پشت ڈالیں گے، اگر ہم اُن روایات کا احترام نہیں کرینگے تو پھر بلوچستان اور اُسکا جو قبائلی معاشرہ ہے وہ ڈسٹرب ہو سکتا ہے۔ اِس لئے میں گزارش کرونگا کہ بلوچستان کے جتنے بھی سیاسی اور قبائلی روایات ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، اِن کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایسی activities سے گریز کیا جائے جن سے ہمارے قبائلی اور سیاسی ماحول خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اِس لئے جناب اسپیکر بلوچستان اسمبلی کے ایک ممبر کی حیثیت سے مَیں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقے میں جتنی بھی اسکیمات ہیں، میرے حلقے میں جتنے بھی ترقیاتی کام ہیں، اُنکے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے انہیں نہیں چھیڑا جائے انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ اور اُن کی جو ایک حقیقت ہے اور ان کی جو ایک حیثیت ہے اُس کو بھانپتے ہوئے اِس انداز میں اس ماحول کو پروان چڑھایا جائے کہ جس سے ہمارا یہ مقصد ماحول، یہ پرامن ماحول، یہ شائستہ ماحول وہ متاثر نہ ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سیّد عزیز اللہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! میں بات کو conclude کرتے ہوئے یہ امید رکھونگا کہ اس موقع پر آپ

رولنگ دیں کہ جام کمال صاحب نے جس اسکیم کا افتتاح کیا حرمزئی کلی میں اسے کوئی قانونی اور کوئی آئینی حیثیت حاصل نہیں۔ لہٰذا اُس چیز کو ایک ایسے انداز میں ڈیل کیا جانا چاہیے کہ جیسے ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح نہ ہو۔ مَیں اِنہیں باتوں کے ساتھ، بڑی مہربانی بہت نوازش۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ، جی ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! مجھے اجازت دیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آج کے اخبارات میں، آج کے ''جنگ'' اخبار میں کوئٹہ، گوادر اور لسبیلہ کی زمینوں کی نئی ریٹ لسٹ جاری کردی گئی ہے اور یہ ریٹ لسٹ جو ہے جناب اسپیکر صاحب فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے جاری کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House آپ تین، ایوان کے ماحول کو ڈسٹرب کر رہے ہیں، اختر حسین لانگو صاحب آپ کھڑے ہو کر بھی فلور پر شور کرتے ہیں اور بیٹھ کر بھی چیئر پر شور کرتے ہو۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میرا ایک اہم مسئلہ ہے میرے خیال میں اس وقت جو کوئٹہ کی فرنٹ کی زمینیں ہیں ان کی فیڈرل آف بورڈ آف ریونیو نے نرخ مقرر کردی ہے گوادر ہے بیلہ ہے۔ سریاب روڈ کی جناب اسپیکر صاحب! اِنہوں نے جو نرخ مقرر کردی ہے فرنٹ کی گیارہ ہزار آٹھ سو روپے۔ اور آج سے تقریباً چند مہینے پہلے سریاب روڈ کی جب وائیڈننگ ہونے جارہی تھی تو صوبائی حکومت نے سریاب روڈ کے جو مالکان ہیں ان کی زمینوں کی ان کی دکانوں کی ریٹ جو ہے 670 روپے مقرر کی ہے۔ ہم اِس ایوان میں جناب اسپیکر صاحب! چیختے رہے، چلاتے رہے کہ ایک common-sense ہے کہ کسی سے بھی پوچھا جائے سریاب روڈ میں اس وقت فرنٹ روڈ پر کتنا ہے ان زمینوں کی قیمت وہ کئی ہزار ہے آپ لوگوں نے تو کہا تیس ہزار پچیس ہزار لیکن ایف بی آر نے جو مقرر کی ہے وہ بھی گیارہ ہزار آٹھ سو روپے مقرر کردی ہے ابھی بدقسمتی یہ ہے کہ گذشتہ سات آٹھ مہینوں سے لوگوں کے جو دوکانات گرائے گئے، اُن کو نہ دکانیں تعمیر کرنے کی اجازت ہو رہی ہے اور نہ اُن کو میرے خیال میں جو اصل اُن کی قیمت بنتی تھی زمینوں کی، اُن کی دوکانوں کی وہ ادائیگی کی گئی۔ ابھی ایک چیز تو جناب اسپیکر صاحب! اس وقت اخبارات میں آچکا ہا کہ پورے ملک کی طرح کوئٹہ، بیلہ اور گوادر کی، چلو فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے یہ کام تو صوبے نے کرنا تھی یہ اچھی بات ہے کہ کم از کم وہاں سے ایک قیمت مقرر ہوئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں کو جو اپنی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جناب اسپیکر صاحب اُن کو چھ سو ستر کے لئے، ڈی سی کے دفتر جایا کرتے تھے عدالتوں میں گئے ہم نے کہا کہ یہاں پر ایک کمیٹی بنائی جائے کم از کم اِن کم قیمت پر غور کی جائے لیکن وہ نہیں ہوا۔ اب میری آپ سے گزارش ہے جناب اسپیکر صاحب کہ آپ رولنگ

دیدیں کہ جن لوگوں کو چھ سوستر روپے ملے ہیں اُن کو نئی قیمت کی جو یہاں پر ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اَذان شروع ہے۔

(خاموشی۔اَذان)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ جی ملک شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں اِس وقت یہ rate list میرے سامنے ہے کوئٹہ کے تین بڑے روڈ اِس وقت road widening ہونے جارہے ہیں جس میں سبزل روڈ ہے سریاب روڈ ہے اور ایک نیا لیک روڈ جو شاہوانی ایونیو کے نام سے ہے جن کو میرے خیال میں 220 یا 120 پیمنٹ ہو رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اِن لوگوں کے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپوں کی جائیدادیں ہیں اور جس کوکوڑیوں کے دام۔ جس طرح ہم نہیں چاہتے کہ ہم ترقی کے خلاف نہیں۔ اُس وقت بھی ہم یہی کہتے تھے کہ روڈ بالکل widening کرو۔ لیکن جو لوگوں کی زمینوں کی قیمتیں ہیں جو دکانوں کی قیمتیں ہیں اُن کی ساری جمع پھونجی یہی ہیں اُن کا روزگار یہی ہے تو اُن کو کم از کم compensate کیا جائے اُن کو یا کسی ایسا جگہ منتقل کیا جائے اُن کو دکانیں دیدیں۔ یا تو انھیں صحیح قیمت دی جائے تو میری ابھی آپ سے گزارش ہے کہ آپ رولنگ دیدیں۔ یہ تین چار جگہوں میں جواب بھی کام جاری ہے جو مکمل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب اِس پر میرے خیال سے عدالت نے بھی کوئی ریٹ کوئی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں ایک تو ابھی گورنمنٹ کی طرف سے ایک چیز طے ہے عدالتوں میں لوگ گئے ہیں عدالتوں کی اگر آج حکومت اپنے طور پر یہ بھی صوبے کا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب عدالت میں جو کیس چل رہا ہو اُس پر اسمبلی رولنگ نہیں دے سکتی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! پنجاب میں میٹرو بنی پنجاب میں orange line بنی۔ شہباز شریف نے لوگوں کو جو قیمتیں دیں وہ لوگ خود کہتے ہیں کہ جو قیمت تھی اُس سے زیادہ ادا کی نہ اُس پر کوئی چیخ نہ چلایا۔ یہاں پر صوبائی حکومت کا یہ فرض تھا کہ کر لیتے۔ انہوں نے نہیں کیا جناب اسپیکر صاحب! آج تو ایک SRO Federal board of revenue کی طرف سے نیا SRO دسمبر میں یکم دسمبر کو۔ اور یہ آج اخباروں کی اِس میں نئی قیمت آچکی ہے ہر علاقے کی۔ تو کم از کم آپ ایک کمیٹی تو بنائیں کہ اُن لوگوں کے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر یہ کیس عدالت میں چل رہا ہے تو ملک صاحب اِس پر ہم کوئی رولنگ نہیں دے سکتے۔ ایک بار یہ confirm کرنا ہوگا کہ عدالت نے اِس پر فیصلہ دیا ہے یا نہیں دیا ہے confirmation کے بعد۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اگر حکومت اپنا فیصلہ کرے وہ اپنے فیصلے سے عدالت کو بھی کہہ سکتا ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کیوں ہم لوگ نہیں کر سکتے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں عدالت میں جو کیس چل رہا ہو، اُس پر اسمبلی۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: آج اگر صوبائی گورنمنٹ اُن کو اُن کی اُس زمین کی اصل قیمت دے دیتی ہے وہ کہتا ہے عدالت کو کہ میں اِس پر راضی ہوں۔ میں اِن کو اِن کا اصل قیمت دے دوں گا جو federal board of revenue کی طرف سے بھی یہ SRO ہے اور اِس کا نمبر بھی لکھا ہوا ہے یہ جاری ہوا ہے تو پھر ہم کیوں اُس کا۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کی بات بجا ہے مگر اسمبلی Chair سے ہم رولنگ نہیں سکتے جو کیس عدالت میں چل رہا ہو۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! on a Point of Public Importance یہ بڑا اہم issue ہے، ہمارے صوبے کے طلباء کا۔ جناب اسپیکر! ماضی میں Ex-FATA اور بلوچستان کے لیے Higher Education Commission نے اسکالرشپ کا اعلان کیا، پھر درمیان میں وہ Scholarship ختم کی گئی۔ اُس کے بعد سینٹ میں ہمارے شہید سینٹر عثمان خان کاکڑ نے ایک Resolution پاس کرائی، وہ Resolution Number ہے 433 سینٹ آف پاکستان۔ جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہمارے 2265 Medical Students کو وہ Scholarship دیں گے۔ سینتیس engineering کے اور 500 hundred postgraduate students کو جو ملک کے مختلف universities میں education حاصل کر رہے تھے۔ سینٹ کے فیصلے کے بعد HEC نے کہا کہ ہم 2022ء تک اِن students کو Regular Scholarship دیں گے۔ اب اُنہوں نے 2021ء کا جو scholarship program ہے، HEC نے وہ ختم کیا ہے، جو Senate of Pakistan کے۔ یہ جو Resolution تھی سینیٹر عثمان کاکڑ نے پیش کی 433 اِسکی سنگین خلاف ورزی ہے۔ میری آپ سے یہ Request ہوگی کو کہ اب دسمبر کے higher education commission 31 دسمبر سے پہلے اِن بچوں کو جو میں نے ذکر کیا students کو یہ scholarship ملنی چاہیے۔ اِس سلسلے میں گورنر صاحب سے بھی بات ہوئی تھی۔ آپ کے good-office سے یہ ایک رولنگ اگر آج آپ کریں اور یہ ابھی یہ ایک، دو دن میں HEC کو جائے اور already بات بھی ہوئی ہیں تاکہ اِن students کے

نام دوبارہ شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! یہ یقیناً یہ ایک مسئلہ ہے یہ students مجھ سے بھی ملے تھے۔ پھر میں اِن کے ساتھ گورنر بلوچستان کے پاس گیا تھا۔ اُنہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ہم فیڈرل کو لکھیں گے۔ چونکہ HEC فیڈرل ادارہ ہے ہم اسمبلی کی طرف سے آج اُن کو سفارش کر لیٹر لکھ سکتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کہ یہ غریب طلباء ہیں، اِن کو جو ہیں اسکالرشپ دی جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی۔ Thank you بڑی مہربانی۔

میر محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر! میں چاہتا ہوں کہ گورنر بلوچستان کے ساتھ آئے ڈائریکٹریٹ جو ایجوکیشن بلوچستان ہے، وہ جو انجینئرز ہمارے ہیں جو نئے انجینئرز جو پڑھ رہے ہیں طالب علم ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس پر مینگل صاحب! اگر ایجوکیشن منسٹر بیٹھے ہوتے، وہ ہمیں رپورٹ دے دیتے۔ کیونکہ جو موجودہ نئی گورنمنٹ ہے اُنہوں نے اسکالرشپ کے حوالے سے ایک، دو meetings کی اور یہ کہا کہ ہم اسکالر شپ دیں گے۔ منسٹر ایجوکیشن اِس پر جو ہیں ہمیں بتائیں گے کہ انہوں نے کہا تک کیا ہے اُس کے بعد پھر لوگ کوئی رولنگ دیں گے۔

میر محمد اکبر مینگل: اصل میں یہ ادارے higher education کے ہیں لیکن بچے ہمارے ہیں بچے بلوچستان کے ہیں۔ بلوچستان کے دور دراز اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسکالرشپ فنڈ جو ہیں بلوچستان گورنمنٹ نے اُن کو دینی ہے۔

میر محمد اکبر مینگل: جی ہاں بلوچستان گورنمنٹ نے اُن کو دینی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ دوسرا issue جو تھا نصراللہ زیرے والا وہ HEC کا تھا۔

میر محمد اکبر مینگل: جی۔ وہ HEC کا ہے، یہ گورنمنٹ آف بلوچستان کا ہے۔ اِس پر آپ رولنگ دیدیں آپ کوئی رولنگ دیدیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری ایجوکیشن کو یہ رولنگ دی جاتی ہے ہدایت کہ وہ ہمیں اِس پر تفصیلات بھیج دیں کہ اُنہوں نے جو ہے یہ اسکالرشپ کیوں بند کیے ہیں وجوہات کیا ہیں اس کے۔ رپورٹ اس پر جو ہے۔

میر محمد اکبر مینگل: Thank you

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہاں وزیراعلیٰ صاحب نے ایک اعلان کیا تھا کہ BDA کے

ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کا۔ آپ کو پتہ ہے کہ جب اُنہوں نے حلف اٹھایا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! ابھی تک گورنمنٹ کا ایک بھی cabinet نہیں ہوا، اُن لوگوں کا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں ابھی تک اُن کو تنخواہیں نہیں ملی ہیں۔ منسٹر صاحب جو فنانس منسٹر صاحب ہیں اور پی اینڈ ڈی کے ہیں، سی اینڈ ڈبلیو کے ہیں اور بی ڈی اے کے چیئرمین صاحب ہیں۔ یہاں وزیراعلیٰ صاحب نے تو کہہ دیا اب کیوں اُس میں مسئلے آڑے آ رہے ہیں؟۔ آپ مہربانی کر کے بی ڈی اے کے ملازمین کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیراعلیٰ صاحب نے کہا اُس دن میں چیئر کر رہا تھا کہ کچھ دنوں میں اِس پر ہم تفصیلی جو ہیں میٹنگ کر کے جو ہے ناں کھولیں گے۔

حاجی احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اِس میں secretary law کو بھی involve کریں۔ اسی بی ڈی اے کے مسئلے پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: BDA کے مسئلے پر Honourable CM Sahib نے on-Floor کہا ہے ہم لوگ میٹنگ کر کے final کریں گے۔ ابھی تک cabinet کی ایک بھی میٹنگ نہیں ہوئی۔ اُن کو تھوڑا ٹائم دیں۔ اُنہوں نے وعدہ کیا ہے فلور پر کہ وہ دیں گے جو ہے جتنے بھی ملازمین ہیں اُنکو permanent کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اَب میں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973. I Syed Zahoor Ahmed Agha, Governor Balochistan hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Friday the 03rd December 2021.

جناب ڈپٹی اسپیکر: اَب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 7 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)